دوماہی

مجلہ راہِ سنّت

لاہور

مسلک اہل السنت والجماعت کا ترجمان

اے میرے پیارے آقا! ﷺ
آپ ﷺ پر لاکھوں سلام۔
میلاد کا جشن نہ آپ ﷺ
نے منایا نہ آپ ﷺ کے
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے۔
ہم کیوں منائیں؟؟؟؟

انجمن اہل السنۃ والجماعۃ

دوماہی مجلہ لاہور

راہِ سنت

مسلکِ اہل السنت والجماعت کا ترجمان

شمارہ نمبر ۵



بیاد
فاتح بریلویت حضرت مولانا منظور احمد نعمانی رح

بدعا
امام اہل السنۃ حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رح

بطرز
حضرت مولانا قاری عبد الرشید رح

زیرِ نگرانی
متکلم اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

مدیر
مناظر اہل السنۃ مولانا محمد حماد نقشبندی

معاون مدیر
مولانا فیاض طارق

مجلس شوریٰ
مولانا منیر اختر
مولانا حفیظ اللہ
مولانا عزیز الرحمٰن
مولانا فاروق محمد
مولانا دین محمد
مولانا ابوایوب

ناشر: انجمن اہلِ السنت والجماعت

دیکھئے اس شمارے میں

اشاعت خاص
برائے ربیع الاول
ربیع الثانی



سالانہ زرِ خرید 170 روپے

قیمت شمارہ 30 روپے

رسالہ منگوانے اور لگوانے کیلئے رابطہ نمبر مولانا محمد فیاض طارق مدظلہ 0301-3908336

انجمن اہل السنت والجماعت

جامع مسجد تقویٰ اعوان مارکیٹ گلی نمبر 6 نزد چونگی امرسدھو لاہور

درس قرآن

ترجمان اہلسنت مولانا منظور نعمانیؒ

"قل لا اجد فی ما اوحی الی محرما علی طاعم یطعمه الا ان یکون میتة او دما مسفوحا او لحم خنزیر فانه رجس او فسق اھل لغیر اللہ به"

ترجمہ: اے پیغمبر ﷺ ان سے کہو کہ جو شریعت خدا کی طرف سے وحی کے ذریعہ میرے پاس آئی ہے میں اس میں کھائی جانے والی چیزوں میں سے کوئی چیز کسی کھانے والے کے لیے جو اس کو کھانا چاہے حرام نہیں پاتا الا یہ کہ وہ مردار جانور ہو یا بہتا ہوا خون ہو یا خنزیر کا گوشت ہو کیونکہ وہ بالکل ہی ناپاک ہے یا وہ حرام اور سراپا فسق و فجور جانور ہو جو بطور نذر غیر اللہ کے لیے نامزد کر دیا گیا ہو۔

اس آیت میں اس جانور کو جس کی غیر اللہ کے لیے نذر بول دی گئی ہو حرام قرار دیا گیا ہے لیکن یہ حرمت چونکہ مشرکانہ نذر کی وجہ سے آتی ہے اس لیے اگر وہ آدمی جس نے جانور کی نذر بولی وہ اس جانور کے ذبح ہونے سے پہلے ہی اپنے اس مشرکانہ عمل سے توبہ کرے تو جانور کی حرمت ختم ہو جاتی ہے کیونکہ جس مشرکانہ عمل کی وجہ سے حرمت پیدا ہوئی تھی جب اس شخص نے اللہ کی توفیق سے اس سے توبہ کر لی تو حرمت کا وہ سبب ہی ختم ہو گیا

تاویل یا دھوکہ؟

بعض لوگ ان جاہل عوام کی طرف سے جو اپنی حاجتیں اور مرادیں پوری کرانے کے لیے بزرگوں کے لیے نذریں مانتے اور ان کے مزارات پر مرغے اور بکرے چڑھاتے ہیں یہ تاویل کرتے ہیں کہ ان کا مقصد دراصل ان بزرگوں کی روحوں کے لیے ایصال ثواب کرنا ہوتا ہے حالانکہ جو لوگ عوام کے اس طبقہ کے حالات سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ عوام تو ایصال ثواب کے تصور سے بھی نا آشنا ہوتے ہیں وہ تو انہیں حاجت روا اور کارساز سمجھ کر انہیں راضی کرنے کے لیے نذر مانتے ہیں اور چڑھاوے چڑھاتے ہیں ان کا مقصد بس یہی ہوتا ہے کہ یہ بزرگ ہم سے راضی ہو جائیں اور فلاح کام بنا دیں اور فلاں بلا کو ٹال دیں یہ بالکل وہی ذہن ہے جو عرب کے مشرکوں کا تھا اور ہمارے ملک کے بت پرست اور توہم پرست مشرکوں کا ہے اللہ ہر ایک کے دل کا حال جانتا ہے اسطرح کی تاویلوں سے اس کو دھوکا نہیں دیا جا سکتا۔

حرام چیزیں صرف یہی چار نہیں ہیں:

یہاں ایک بات اور وضاحت طلب ہے سورہ انعام کی آیت

"قل لا اجد فیما اوحی الی محرما علی طاعم یطعمه الآیة"

اور اسی طرح سورۃ بقرہ کی آیت

"انما حرم علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر وما اهل به لغیر الله"

میں حصر کے ساتھ فرمایا گیا ہے کہ بس یہی چار چیزیں حرام ہیں اس سے یہ غلط فہمی ہو سکتی ہے کہ شریعت اسلام میں چار کے علاوہ کوئی پانچویں چیز حرام نہیں ان کے سوا سب حلال ہی حلال ہیں حالانکہ واقعہ یہ نہیں رسول اللہ ﷺ کی صحیح حدیث سے یقینی طور پر معلوم

ہوتا ہے کہ ان کے علاوہ اور بھی بہت سی گندی اور خراب چیزیں حرام ہیں مثلاً کتا، بھیڑیا، چیتا وغیرہ سارے درندے حرام ہیں اسی طرح چیل اور شکرہ جیسے شکارے پرندے حرام ہیں زمین کے کیڑے مکوڑے سانپ بچھو وغیرہ حرام ہیں خود قرآن مجید میں رسول اللہ ﷺ کی یہ شان بیان کی گئی ہے کہ:

"یحل لھم الطیبا ت ویحرم علیھم الخبائث"

(یعنی وہ پاکیزہ اچھی چیزوں کی حلت کا حکم دیتے ہیں اور گندی خبیث چیزوں کی حرمت کا حکم دیتے ہیں)

اس سے معلوم ہوا کہ شریعت اسلام میں ہر خبیث اور گندی چیز حرام ہے رسول اللہ ﷺ نے جن حدیثوں میں درندوں اور شکاری پرندوں کی حرمت کا اعلان کیا ہے وہ گویا اسی "یحرم علیھم الخبائث" کی تشریح اور تفصیل ہے۔

ان چار چیزوں کی خصوصیت:

بہر حال اس میں کسی شک شبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ اسلامی شریعت میں ان چار چیزوں (مردار، خون، خنزیر اور ما اھل لغیر اللہ بہ کے علاوہ بھی بہت سی چیزوں کا کھانا حرام قرار دیا گیا ہے اس لیے اس کی وضاحت ضروری ہے کہ ان دو آیتوں میں جو حصر کے ساتھ کہا گیا ہے کہ بس یہی چار چیزیں حرام ہیں اس کا کیا مطلب ہے اصلاحی لفظوں میں تو اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ یہ حصر منطقیوں کا حصر حقیقی نہیں ہے بلکہ حصر اضافی ہے یعنی ان آیتوں کا مقصد یہ نہیں ہے کہ سارے محرمات کی تفصیل بتا دی جائے اور ان کی مکمل فہرست پیش کر دی جائے بلکہ سورۃ انعام اور سورہ بقرہ کی ان دونوں آیتوں سے سیاق وسباق سے صاف ظاہر

ہے کہ مشرکین مکہ نے کھانے پینے کی جن حلال چیزوں کو بغیر کسی دلیل اور علم کے حرام قرار دے رکھا تھا اور اس تحریم کو بغیر کسی سند کے خدا کی طرف منسوب کرتے تھے ان آیتوں کا اصل مقصد بس اس کی نفی اور تردید ہے اور مطلب ان دونوں آیتوں کا بس یہ ہے کہ تم نے اور تمہارے باپ دادا نے کھانے پینے کی چیزوں میں سے جو بہت سے چیزوں کو سب کے لیے یا کسی خاص طبقہ کے لیے حرام قرار دے رکھا ہے۔

تحلیل اور تحریم صرف اللہ کا حق ہے:

مشرکین جن خرافات میں مبتلا تھے جیسا کہ آیات میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے ان میں سے ایک یہ گمراہی بھی تھی کہ بہت سی حلال طیب غذاؤں کو انہوں نے حرام کر رکھا ہے اس کے لیے ان کی سب سے بڑی سند یہ تھی کہ خدا نے ان چیزوں کو حرام کیا ہے اگلی آیت میں اس کے بارہ میں فرمایا گیا ہے کہ اپنے ان رہنماؤں کو لاؤ وہ اس کی شہادت دیں کہ اللہ نے ان چیزوں کو حرام کیا ہے۔

یہاں تک مشرکین کی تحریم طیبات والی مشرکانہ پر کلام کیا گیا اور مختلف پہلوؤں سے اس کی تردید کی گئی جس سے یہ بات پوری طرح ظاہر ہوگئی کہ کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دینا صرف اللہ کا حق ہے اور کسی اور کے لیے بھی یہ حق تسلیم کرنا ایک طرح کا شرک ہے. اور اسی طرح بغیر معتبر سند اور دلیل کے یہ کہنا کہ فلاں چیز کو خدا نے حرام یا حلال کیا ہے اس پر افتراء اور سنگین جرم ہے

(اس سے پتا چلا کہ آپ ﷺ کے بارے میں یہ عقیدہ کہ اللہ نے سارے اختیارات آپ ﷺ کو دے دیئے ہیں آپ ﷺ جو چاہے حرام کریں جو چاہیے حلال کریں درست نہیں)

درس حدیث

ترجمان اہلسنت مولانا منظور نعمانیؒ

صحیح مسلم میں حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت انسؓ سے مروی ہے

"ان النبی ﷺ مربقوم یلقحون فقال لولم تفعلوا لصلح قال فخرج شیصافمر بهم فقال مالنخلکم قالوا قلت کذاو کذاقال انتم اعلم بامر دنیاکم"

(صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۶۴)

رسول اللہ ﷺ کا گذر کچھ لوگوں پر ہوا جو کھجور کے درختوں میں (معروف طریقہ پر) قلم لگا رہے تھے آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم یہ نہ کرو تو ٹھیک ہو (چنانچہ انہوں نے اس کو چھوڑ دیا) کھجوریں ناقص آئیں پھر آپ ﷺ کا گزر ہوا تو آپ ﷺ نے ان لوگوں سے دریافت فرمایا کہ تمہاری کھجوروں کا کیا حال ہے انہوں نے عرض کیا سرکار ﷺ اس قدر کم ہوئیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری ان دینوی باتوں کا علم تم ہی کو زیادہ ہے۔
یہ حدیث صحیح مسلم کے علاوہ مسند اور سنن ابن ماجہ میں بھی حضرت انسؓ اور عائشہؓ ہی سے مروی ہے اور کنز العمال میں اس کے آخری حصہ کے الفاظ یہ ہیں۔

"اذکان شیئی من امر دنیا کم فانتم اعلم به و اذا کان شیٔ من امر دینکم فالی"

(کنز الاعمال جلد ۶ ص ۱۱۶)

(یعنی) جب کوئی تمہارا دینوی معاملہ ہو تو اس کے زیادہ جاننے والے ہو اور جب

کوئی دینی امر ہو تو میری طرف رجوع کرو۔

اس حدیث شریف سے صاف اور واضح طور پر معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو "جمیع ما کان وما یکون" کا علم حاصل نہ تھا اور نہ دینی احکام کی طرح دینوی معاملات میں بھی آپ کا ارشاد حتمی اور واجب الاطاعت ہوتا اور اس کے مقابلے میں کسی دوسرے کی رائے کی کوئی وقعت نہ ہوتی بلکہ حضور ﷺ کے ہوتے ہوئے کسی کو غور، فکر اور رائے زنی کا بھی حق نہ ہوتا نسیم حالاں کہ اس کے برعکس آپ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے دینوی معاملات کو تم زیادہ جاننے والے ہو۔

صحیح مسلم میں تابیر نخل کا مذکورہ بالا واقعہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے اس کی روایت کے آخری الفاظ یہ ہیں۔

"انما انا بشر اذا امرتکم بشیئ من دینکم فخذوابه واذا امرتکم بشیئ من رائی فانما انا بشر"

(صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۶۴)

ترجمہ: میں بس ایک انسان ہی ہوں۔ پس اگر میں تم کو دین کے بارے میں کوئی حکم دوں تو اس پر ضرور عمل کرو، اور جب دینوی معاملات میں کوئی بات اپنے خیال سے کہوں تو بس میں بشر ہوں (اور میری) رائے ایک بشری کی رائے ہے۔

اس حدیث کے لفظ انما انا بشر کی شرح میں علامہ علی قاری شرح شفاء میں ہیں ارقام فرماتے ہیں

"انما انا بشر مثلکم فقد اصیب وقد اخطی"

(شرح شفاء ج ۴ ص ۲۵۶)

یعنی میں تم جیسا ایک بشر ہی ہوں (دینوی معاملات میں میری رائے ٹھیک بھی

ہوتی ہے اور کبھی غلطی بھی کرتی ہے۔)

اور اسی موقعہ پر علامہ شہاب خفاجی نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض میں ارقام فرماتے ہیں

"فقال انما انابشر)اصیب واخطی فی امور الدنیا التی لم یوحی الی فیھا شئی (ولکن اذا امر تکم بشی من دینکم فخذوابه واذا امر تکم بشی من رای)ای یکون رایا فی امور الدنیا الصرفه(فانما انا بشر) مثلکم قدارای رایا والا مر بخلا فه فی امور الدنیا فلا یحب اتبا عه"۔

(نسیم الریاض ج۴ص۲۵۶)

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں ایک بشر ہوں اس کا مطلب یہ ہے جن دینوی امور کے بارے میں مجھ پر وحی نہیں ہوتی ان میں میرے رائے ٹھیک بھی ہوتی اور غلطی بھی کر جاتی ہے لیکن جب میں تم کو کسی دینی بات کا حکم دوں تو اس کو مضبوطی سے پکڑو اور جب میں کسی خالص دینوی معاملہ میں اپنے خیال سے کوئی بات کہوں تو بس میری شان تمہاری طرح ایک بشر کی ہے کبھی میں ان دینوی امور میں ایک رائے قائم کرتا ہوں۔اور معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے۔لہذا اس باب میں میری رائے کی پیروی ضروری نہیں ہے۔

اور امام نووی انہی احادیث کی شرح ذیل میں ارقام فرماتے ہیں۔

"قالو رایه ﷺ فی امو رالمعایش وظنه کغیره...... ولا نقص فی ذالک وسببد تعلق ھممھم بالا خرة ومعارفھا"

(مسلم مع نووی ج۲ص۲۶۴)

علمائے کرام نے فرمایا کہ امور معیشت میں حضور ﷺ کی ذاتی رائے دوسرے

انسانوں کی رائے کی طرح ہے...... اور اس کی وجہ سے آپ کے مرتبہ عظیمہ میں کوئی نقصان نہیں آتا کیوں کہ اس کا سبب یہ ہے کہ اللہ والوں کی تمام تر توجہ آخرت اور معارف آخرت کی طرف ہوتی ہے۔

اور انہی احادیث کی بنا پر علامہ قاضی عیاض شارح مسلم نے شفاء شریف میں فرمایا۔

"اما احوال فی امور الدنیا...... فقد یعتقد فی امور الدنیا الشئی علی وجه ویظهر خلافه اویکون منه علی شک اوظن بخلاف امور الشرع"

(شفا شریف)

دینوی امور میں حضور کا حال یہ ہے کبھی ان معاملات میں آپ ﷺ ایک خیال قائم فرماتے ہیں اور بعد میں اس کے خلاف ظاہر ہوتا ہے۔ نیز ان دینوی امور میں آپ کو ظن اور شک بھی ہوتا ہے بخلاف شرعی امور کے وہاں یقین ہی یقین ہوتا ہے ظن اور شک کے لیے وہاں راہ ہی نہیں۔

ضروری تنبیہ:

واضح رہے کہ یہاں ہمارا استدلال تابیر نخل کے واقعہ سے نہیں ہے کہ اس کے جواب میں شیخ سنوسی یا شیخ عبدالحق یا ملا علی قاری کا تعلیم توکل کے متعلق عارفانہ یا شارحانہ نکتہ پیش کیا جائے بلکہ ہمارا استدلال حدیث کے اس آخری ٹکڑے سے ہے جس میں آنحضرت ﷺ نے امور دین اور امور دنیا میں تفریق کر کے دونوں کے متعلق اپنی صحیح پوزیشن متعین فرمائی ہے اور امت کے عمل کے لیے مستقل ضابطہ مقرر فرمایا۔

نالۂ دل

مدیر اعلیٰ کے قلم سے

الحمد لله و كفى وسلام على عباده الذين اصطفى، امابعد!

آج لکھتے ہوئے بار بار ایک بات ذہن میں گونج رہی ہے، کتنا عرصہ بیت گیا اس زمیں و آسمان کو بنے ہوئے، آسمان کو تاروں سے سجے ہوئے زمیں کو انسانوں سے بسے ہوئے جس نے بنایا، پالا رزق دیا، جوانی دی، اولاد دی اس انسان نے اس رب کی کیا قدر کی؟ جانے انسان کیسا ناشکرا ہے عطائی کی چادر مخلوق کو پہنا کر رب کی صفات بندوں میں مان کر جانے کونسا ثواب کما رہا ہے اور پھر تعجب تو اس کے اس مشرکانہ عقیدے پر ہے ہی قربان جایئے رب کریم کی شان غفاریت پر پھر بھی اپنے بندے کا نہ رزق بند کرتا ہے اور نہ ناراضگی سے دنیا میں عذاب دے کر دھنساتا ہے۔

کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے

کتنے بڑے ہیں حوصلے پروردگار کے

اس دفعہ کے شمارے کے حوالے سے کوئی گفتگو کرنے سے پہلے دو خوشخبریاں سن لیں!

پہلی خوشخبری:

اللہ کی مدد اہل حق کے ساتھ رہتی ہے اسی کا اظہار چند ہفتوں پہلے بایں طور ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اہل السنّت والجماعت کے ہاتھوں اہل بدعت کو عبرتناک شکست دی اور اہل بدعت کے مناظر عبدالتواب اچھروی مناظرہ سے راہ فرار اختیار کر گئے حتیٰ کہ ان کے وکیل

نے کہا کہ میں چھ دفعہ عبدالتواب کے پاس جا چکا ہوں مگر وہ دعوی پر دستخط ہی نہیں کر رہا۔
اس مناظرہ کی مکمل روئیداد رسالے میں ملاحظہ فرمائیں۔

اسی طرح بندہ کا بریلوی مناظر حنیف قریشی کا چیلنج قبول کرنے کا اعلان (youtube) پر کم وبیش ایک مہینے سے موجود ہے مگر تا حال اہل بدعت کے کسی مولوی کو قبول کرنے کی توفیق نہیں ہوئی یہ بندہ ایک بار پھر تمام بریلوی حضرات کو مخاطب کرتے ہوئے بعون اللہ بریلویوں کا مناظرے کا چیلنج قبول کرتا ہے۔

۱: ان دو شرطوں کے گفتگو حسام الحرمین کے مطابق ہوگی۔

۲: احمد رضا خان کے کفریہ عقائد وعبارات پر گفتگو پہلے ہوگی بعد میں علمائے اہل سنت دیوبند پر گفتگو ہوگی۔

یہ دو شرطیں ہماری طرف سے پیش خدمت ہیں جس کا دل چاہیے مناظرے کے لیے آئے اور ہمارے ساتھ بیٹھ کر جگہ اور تاریخ طے کر لے ان شاء اللہ ہم اس بات کی ضمانت دیتے ہیں کہ اگر سنجیدگی سے گفتگو ہوگی تو ہماری طرف سے بھی گفتگو میں اس سے بڑھ کر سنجیدگی ومتانت ملے گی۔

دوسری خوشخبری:

ان شاء اللہ عنقریب میلاد نمبر کی طرز پر کنز الایمان نمبر شائع کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے جو حضرات اس موضوع پر کوئی تحریر لکھنا چاہیں تو عام دعوت ہے مگر مضمون تین سے پانچ صفحوں تک کا ہو طنزیہ زبان کی بجائے سنجیدہ اور مدلل انہ زبان ہو۔

یاد رہے: کہ ادارہ کسی بھی قسم کی تحریر اس شرط پر قبول کرتا ہے کہ ادارہ جس بھی جملے میں جو ردو بدل مناسب سمجھے گا کر سکے گا۔

الحمد للہ! اس سال دوسرا سالانہ عقیدہ توحید وسنت کورس محض اللہ کے فضل وکرم سے پایہ

تکمیل کو پہنچ گیا تقریبا تین سو کے قریب طلبہ نے شرکت کی جن کا امتحان لے کر کتابیں اور اسناد تقسیم کی گئیں ہم متکلم اسلام مولانا الیاس گھمن حفظہ اللہ تعالی اور مولانا عبدالشکور حقانی مدظلہ کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں جن کی زیر سرپرستی یہ دین کا کام ہو رہا ہے۔

اس کورس کے لیکچرز بھی ان شاء اللہ ہماری ویب سائٹ

rahe sunnat.blogspot.com پر عنقریب مل جائیں گے

قارئین سے گزارش ہے! کہ اہل بدعت کے خلاف بنائے جانے والی اس ویب سائٹ کا تعارف زیادہ سے زیادہ ساتھیوں کو کرائیں اللہ تعالی ہم سب کو اپنے دین متین کی خدمت اور توحید وسنت کو پھیلانے کے لیے قبول کرے۔ آمین

کچھ اس شمارے کے حوالے سے:

قارئین کرام! آپ کے ہاتھوں میں اس وقت آپ کے محبوب رسالے راہ سنت کا پانچواں شمارہ ہے جو بغیر ادارے ربیع الاول کے مبارک مہینے کی مناسبت سے میلاد نمبر کی شکل اختیار کر گیا ہے چونکہ ارادہ کوئی نہ تھا اس لیے نہ تو اطلاع دی جاسکی اور نہ ہی اشتہار چھاپا جاسکا۔ ہماری ٹیم کی طرف سے آپ حضرات کی خدمت میں یہ پہلا خاص نمبر ہے یہ کاوش کیسی رہی؟ یہ آپ کی آراء ہی بتاسکیں گی۔

عید میلاد اور عیسائیت:

کچھ بات اس حوالے سے کرتا چلوں۔

ہم اہل السنّت والجماعت کے نزدیک وہ جملہ حالات جن کو آپ ﷺ سے ذرا سا بھی علاقہ ہو ان کا ذکر ہمارے نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلی درجہ کا مستحب ہے خواہ ذکر ولادت شریفہ ہو یا آپ ﷺ کے نشست و برخاست کا تذکرہ مگر ہم اہلسنت کہتے ہیں کہ

''ذکر ولادت ایسے کرو جیسے صحابہ کرامؓ نے کیا تابعین نے کیا''

میلاد ایسے مناؤ جیسے پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے منائی وہ لکھتے ہیں کہ

اسلام میں دو عیدیں ہیں۔

(غنیۃ الطالبین)

تو اب جو تیسری عید نکالے تو یقیناً وہ اہل السنۃ میں شامل نہیں۔ اسلام میں یہ تیسری عید کہاں سے آئی؟ چند حوالے دے کر آپ سے اجازت چاہوں گا:۔

مسلمانوں نے یہ تیسری عید عیسائیوں کی دیکھا دیکھی نکالی۔ انہوں نے دیکھا کہ جب عیسائی اپنے بچوں کی سالگرہ مناتے ہیں اور اسی طرح ۲۵ دسمبر کو حضرت عیسٰی علیہ السلام کی ولادت کا جشن کرسمس کی شکل میں مناتے ہیں تو ہم کیوں نہ منائیں؟ اور یہ بھول گئے کہ وہ عیسائی ہیں اور ہم مسلمان!! ہمارے لیے نمونہ ہمارے نبی ﷺ کی حیات مبارکہ ہے اور پیارے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا طرز عمل ہے ہمارے لیے عیسائی قطعاً نمونہ نہیں بلکہ ہمیں تو عیسائیوں کی مشابہت تک سے منع کیا گیا ہے۔

بریلوی حضرات کے حکیم مفتی احمد یار نعیمی جاء الحق میں لکھتے ہیں:۔

آج بھی اتوار کو عیسائی اسی لیے عید مناتے ہیں کہ اس دن دستر خوان اترا تھا اور حضور ﷺ کی تشریف آوری اس مائدہ (کھانا) سے کہیں بڑھ کر نعمت ہے لہذا ان کی ولادت کا دن بھی ''یوم العید'' ہے۔

اسی طرح دار العلوم حزب الاحناف لاہور کے مفتی عبدالقیوم میلاد کے جواز پر دلیل دیتے ہوئے، عنوان باندھتے ہوئے، پہلے نبی ﷺ کا نور ہونا بائبل سے ثابت کرتے ہیں۔ گویا یہ عقیدہ بھی عیسائوں سے لیا گیا ہے،

پھر آگے عنوان باندھتے ہیں جشن میلاد ہر سال ہوگا۔

مسیح خدا کے رسول کے وقت میں یہ رات ہر سال جشن کی ہوگی جواب ہر سویں برس آتا ہے۔

(برناباس کی انجیل ۸۳ ص ۱۲۶ بحوالہ ماہنامہ رضوان اکتوبر ۱۹۹۲ ص ۱۷)

مزید دیکھیے:

بریلوی مسلک کے سفیر علامہ طاہر القادری اہل السنۃ سے سوال کرتے ہوئے لکھتے ہیں

ہر سال اپنے بچوں کی سالگرہ پر ہزاروں لاکھوں کی ضیافتیں کرنے والوں نے کیا کبھی قرآن وحدیث سے اس بارے میں بھی ثبوت تلاش کیا ہے؟

(میلا النبی ﷺ ص ۷۷۰)

یہاں علامہ صاحب نے اہل السنۃ کے اس مطالبے پر کہ اس تیسری عید کا ثبوت کہیں نہیں ملتا۔ جواب دیتے ہوئے سالگرہ پر قیاس کیا ہے۔ اسی طرح آگے ۲۳ مارچ مناتے پر قیاس کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ''ان قومی تہواروں کے لیے عہد نبوی ﷺ اور عہد صحابہ سے ثبوت تلاش نہیں کیے جاتے''۔

(ص ۷۷۱)

قارئین کرام! کاش علامہ صاحب ذرا سوچ لیتے کہ سالگرہ منانا مسلمانوں کا طریقہ نہیں عیسائیوں کا طریقہ ہے۔ سالگرہ تو خود غلط ہے چہ جائیکہ اس پر قیاس کیا جائے اور سوائے علامہ صاحب کے اور ان کے متبعین کے کوئی عالم کبھی سالگرہ مناتا ہوا نہیں دیکھا گیا چونکہ علامہ صاحب بچپن میں عیسائیوں کے اسکول میں پڑھتے رہے ہیں اور اس پر فخر بھی کرتے ہیں۔

(طاہر سے قائد انقلاب تک ص ۱۳، ۱۹)

شاید اس لیے سالگرہ پر قیاس کر رہے ہیں۔ باقی رہا ۲۳ مارچ، تو ۲۳ مارچ منانے کو کوئی

شخص دین نہیں سمجھتا اور بدعت تب بنتی ہے جب غیر ثابت شدہ کو دین سمجھ کر کیا جائے دیکھے (اعتصام)

"آمدم برسر مطلب" اسلام میں یہ تیسری عید عیسائیوں کے ہاں سے چلی اور آج یہ عید میلاد کیا شکل اختیار کر گئی ہے اس کا مظاہرہ بارہ ربیع الاول کے روز لاہور میں نکل کر دیکھا جا سکتا ہے۔

پچھلے سال شالیمار لنک روڈ لاہور پر اس عاجز نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ خانہ کعبہ کی شبیہ بنا کر اردگرد بت کھڑے کیے ہوئے تھے اور لوگ احترام وعقیدت سے کھڑے ہوئے تھے۔

"انا للہ و انا الیہ راجعون"

میرے آقا ﷺ نے سچ فرمایا کہ یہ امت بھی پچھلی امتوں کے نقش قدم پر چلے گی خوش نصیب ہیں وہ لوگ جوان بدعات کے خلاف جہاد کریں۔

دعا ہے کہ اللہ ہمیں اتباع سنت کی توفیق عطا کرے اور دین کے نام پر پھیلائی گئی ان بدعات کے خلاف اپنا تن من دھن لگانے کی توفیق دے۔ آمین

محمد حماد

جامعہ مظاہر العلوم لاہور

اعتذار

☆ صفحہ نمبر 55 پر غلط کمپوز (مجلس میال) ہو۔ جبکہ صحیح (مجلس میلاد) ہے۔
☆ صفحہ نمبر 55 پر غلط کمپوز (رسواء) ہوا۔ جبکہ صحیح (رسول اللہ ﷺ) ہے۔
☆ صفحہ نمبر 13 پر غلط کمپوز (السموت) ہوا۔ جبکہ صحیح (السماوات) ہے۔

قسط نمبر۲

مدد صرف اللہ ہی سے کیوں؟

مناظر اہلسنت مولانا رب نواز حنفی مدظلہ

شبیر: بھائی حذیفہ! آپ کی بات تو ٹھیک ہے کہ مشرکین عرب ایک الہ کے منکر تھے لیکن کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ الہ کے معنی مشکل کشا، حاجت روا اور تکلیف دور کرنے والا قرآن کریم نے بیان کیا ہے؟

حذیفہ: جی ہاں! میں آپ کو قرآن کریم سے بتلاتا ہوں کہ الہ کا معنی مشکل کشا، حاجت روا اور تکلیف دور کرنے والا ہے۔ اور الہ کا معنی نہ سمجھنے کی صورت میں نہ تو خدا تعالی کے لئے عبادت مخصوص ہو سکے گی اور نہ ہی توحید اور شرک کا مفہوم سمجھ میں آ سکے گا اور قرآن کریم پر یقین رکھنے کے باوجود عقیدہ نامکمل رہے گا کیونکہ الہ کا معنی نہ سمجھنے کی وجہ سے **لا الہ الا اللہ** کہنے والا زبان سے تو اس کلمہ کا اقرار کرتا رہے گا لیکن سینکڑوں کو الہ بناتا رہے گا۔

اب میں آپ کو بتلاتا ہوں کہ اللہ تعالی نے الہ کا معنی مشکل کشا اور حاجت روا کہاں کہاں بتلایا ہے۔

یہ دیکھیں قران کریم کی سورہ نمل رکوع نمبر 5 پارہ 20 میں اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے۔

"امن یجیب المضطر اذا دعاہ و یکشف السوء ویجعلکم خلفاء الارض الہ مع اللہ ط قلیلا ما تذکرون"

ترجمہ: بھلا کون پہنچتا ہے بے کس کی پکار کو جب اس کو پکارتا ہے؟ اور دور کرتا ہے سختی اور کرتا ہے تم کو نائب اگلوں کا زمین میں، کیا کوئی الہ ہے اللہ کے ساتھ؟ تم بہت کم دھیان دیتے ہو۔

تو آپ دیکھیں کہ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالی نے صاف طور پر یہ فرمایا ہے کہ مجبور اور بے کس کی پکار کو سننا اور اس کی مدد کرنا اور تکلیف اور سختی کو دور کرنا الہ کا کام ہوتا ہے ۔گویا فریادرس اور سختی اور تکلیف دور کرنے والا الہ ہوتا ہے اور سوال کیا ''ء الـہ مع اللـہ'' یعنی کیا اللہ تعالی کے ساتھ کوئی اور ہے؟ یعنی تکلیفیں اور سختیاں دور کرنے والا۔ اسی طرح آپ دیکھیں کہ جب حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں تھے تو اللہ تعالی کو ان الفاظ کے ساتھ پکارنے لگے۔''لا الہ الا انت'' کوئی الہ نہیں مگر صرف تو۔

(پارہ 17،انبیاء،رکوع 6)

مطلب یہ ہے کہ اے اللہ! میں تکلیف اور پریشانی میں ہوں اور تیرے سوا کوئی الہ یعنی حاجت روا اور مشکل کشا نہیں۔تو آپ نے دیکھا کہ اس آیت میں اللہ تعالی نے بتلا دیا کہ اسکے سواء کوئی الہ یعنی مشکل کشا،فریاد رس نہیں۔

شبیر: بھائی حذیفہ! آپ کی ان باتوں سے تو پتا چلتا ہے کہ مشرکین عرب اللہ تعالی کے علاوہ غیر اللہ کو پکارتے تھے لیکن ہم تو تکلیف میں اللہ کو بھی پکارتے ہیں۔

حذیفہ: بھائی شبیر! آپ نے جو یہ کہا کہ ہم تو اللہ تعالی کو بھی پکارتے ہیں تو اس میں جو ''بھی'' کا لفظ آرہا ہے یہی تو وہ نقطہ ہے جس کی وجہ سے مشرکین عرب مشرک ٹھہرے۔

شبیر: کیا مطلب میں آپ کی بات سمجھا نہیں؟

حذیفہ: بھائی! عرب کے مشرک ہونے کی سب سے بڑی وجہ ہی یہی تھی کہ وہ اللہ کو حاجت روا اور مشکل کشا ماننے کے ساتھ ساتھ اللہ کے نیک بندوں کو بھی مشکل کے وقت

غائبانہ طور پر پکارتے تھے شاید آپ یہ سمجھ رہے ہوں کہ مشرکین صرف غیر اللہ کو بھی پکارتے تھے ایسی بات نہیں بلکہ وہ مصیبت اور سختی میں اللہ کو پکارتے اور اپنے معبودان باطلہ کو بھی پکارتے تھے ۔

مشرکین کی اسی عادت کو اللہ نے قرآن مجید میں اس طرح بیان فرمایا:

"فاذار کبو افی الفلک دعو االله مخلصین له الدین فلما نجهم الی البر اذا هم یشر کون"

(پارہ ۲۱، عنکبوت ۷ ع)

ترجمہ: جب یہ لوگ (مشرکین) کشتی پر سوار ہوتے تو خالص اعتقاد کر کے اللہ ہی کو پکارتے پھر جب ان کو نجات دے کر خشکی طرف لے آتا ہے تو وہ فورا شرک کرنے لگے۔ یعنی غیر اللہ کو پکارتے تو آپ نے دیکھا کہ مشرکین عرب اللہ کو بھی پکارتے اور اللہ کے نیک بندوں کو بھی پکاتے تھے۔

بھائی شبیر: آپ ناراض نہ ہوں تو میں یہ بات آپ سے کہہ دوں کہ جس طرح آج صرف ایک اللہ کو مددگار مانا جائے تو بعض لوگ انکار کرتے ہیں لیکن جب اللہ کے ساتھ اس کے برگزیدہ بندوں کو پکارا جائے تو پھر مانتے ہیں یہی خصلت مشرکین عرب کی بھی تھی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"ذالکم بانه اذا دعی الله وحده کفر تم وان یشرک به تئو منو افالحکم لله العلی الکبیر"

(پارہ ۲۴ المومن ع ۲)

ترجمہ: وجہ اس کی یہ ہے کہ جب صرف اللہ کو پکارا جاتا تھا تو تم (مشرکین) انکار کرتے تھے اور اگر اس کے ساتھ کسی کو شریک کیا جاتا تھا تو تم (مشرکین) مان لیتے تھے سو اس پر یہ

فیصلہ اللہ کا ہے جو عالی شان (اور) بڑے رتبے والا ہے۔

طرح اللہ دوسری جگہ فرماتا ہے:

"واذا ذکر اللــه وحده اشمـازت قلـوب الـذيـن لا يومنون بالآخرة واذا ذکر الذين من دونه اذاهم يستبشرون"

(پارہ ۲۴، زمر، ع ۵)

ترجمہ: اور جب اکیلے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان لوگوں (مشرکین) کے دل منقبض ہوتے ہیں جو آخرت کا یقین نہیں رکھتے اور جب اس کے سوا اوروں کا ذکر کیا جاتا ہے تو اس وقت وہ (مشرکین) خوش ہو جاتے ہیں۔

تو دیکھا آپ نے کہ مشرکین عرب صرف ایک اللہ کو پکارنے پر ناراض ہوتے تھے لیکن جب اللہ کے ساتھ اوروں کو پکارا جاتا تو خوش ہوتے تھے اور معاملہ آج بھی کچھ اس طرح کا ہے۔ (جاری ہے)

کاش بریلوی اپنے امام ھی کی مان لیں!!!

ولادت (پیدائش) نبی ﷺ 8 ربیع الاول

اور وفات نبی ﷺ 12 ربیع الاول

(فتاوی رضویہ جلد 26 صفحہ نمبر 415,412)

(یوم وفات پر کیسا جشن؟؟؟؟)

آنکھوں میں غبار کیوں؟

مولانا سعید احمد بٹگرامی

نحمد و نصلی علی رسوله الکریم اما بعد

سرور عالم، تاجدار مدینہ، نور ہدایت ﷺ کے ساتھ عقیدت ومحبت عین ایمان ہے۔آپ کی ولادت سے وفات تک حیات طیبہ کے ہر پہلو کا ذکر کرنا، باعث نزول رحمت خداوندی ہے آپ ﷺ کا ذکر خیر زمان ومکاں پر موقوف نہیں بلکہ ہر آن ،ہر گھڑی ،سیرت طیبہ سننا سعادت عظمی ہے۔لیکن کیا ۱۲ ربیع الاول کو محفل میلاد منعقد کرنا، جلوس نکالنا ،بھنگڑا ڈالنا، گانا، خیر القرون سے ثابت ہے؟

اگر ہوتو ''چشم ما روشن دل ماشاد'' پھر تو کسی کو اعتراض کی مجال نہیں اگر نہیں تو حقیقت یہی ہے کہ ۲۳ سالہ دور نبوت ۳۰ سالہ دور خلافت راشدہ اور ایک سو دس سالہ دور صحابہ رضی اللہ عنہم اور دو سو بیس سالہ دور تابعین وغیرہ میں کہیں بھی اس مروجہ محفل میلا د وغیرہ کا وجود نہیں پایا گیا رحمت عالم ﷺ کے ساتھ جو عشق محبت صحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین اور تابعین کو نصیب ہوا ساری دنیا اس کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہے کیا اس بے پناہ عقیدت واحترام کے باوجود کسی نے محفل میلاد منائی ہے؟ یا اس کو ثواب یا دین سمجھا ہے؟ تو پھر جو کام اس وقت دین نہ تھا تو آج کیسے دین بن گیا؟؟؟

حالانکہ اس کا سبب اسی وقت بھی موجود تھا:۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے

"علیکم بسنتی وسنت الخلفاء الراشدین"

(مشکوۃ جلد نمبر ۱ ص ۳۰ ترمذی ج ۲ ص ۹۲)

ترجمہ: تم پر لازم ہے کہ میری سنت اور میرے خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سنت کی پابندی کرو آپ ﷺ کا واضح اعلان بھی ہے۔

"من عمل عملا لیس علیه امرنا فھو رد"

(بخاری ج ۲ ص ۱۸۲ ،مسلم ج ۲ ص ۷۷،احمد ج ۶ ص ۱۴۱)

ترجمہ: جس نے کوئی ایسا کام کیا جس پر ہماری طرف سے ثبوت موجود نہیں تو وہ کام مردود ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا۔

"اتبعوا اثرنا ولا تبتدعوا فقد کفیتم"

(کتاب الاعتصام جلد ۱ ص ۷۹)

ترجمہ: یعنی تم لوگ ہمارے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نقش قدم پر چلو اور نئی عبادت نہ گھڑو تم سے پہلے عبادات کا تعین ہو چکا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"کل عبادة لم یتعبد ھا اصحاب رسول الله ﷺ تعبدوھا الی ان قال خروا طریق من کان قبلکم"

(کتاب الاعتصام ج ۲ ص ۱۳۲)

ترجمہ: جس طریقہ پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عبادت نہیں کی تم بھی اس طریقہ کی عبادت نہ سمجھو...... بلکہ اپنے اسلاف (صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کا طریقہ اختیار کرو۔

حضرت امام مالک رحمت اللہ علیہ نے فرمایا:۔

"مالم یکن یومئذ دینالا یکون الیوم دینا"

(الا عتصام ج ۱ ص ۴۹)

ترجمہ: جوکام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے میں دین نہیں تھا وہ آج بھی دین نہیں بن سکتا۔

ان تمام روایات سے معلوم ہوا کہ دین وعبادت اور ثواب والا کام وہی ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ثابت ہو۔

محفل میلاد کے نام پر جو کچھ اب ہو رہا ہے کیا یہ منشاء خداوندی ہے؟

سرور کائنات ﷺ کی نسبت کے مطابق ہے؟

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس کام کو کیا ہے؟

تابعین اور تبع تابعین، ائمہ دین، محدثین نے میلاد منایا ہے؟

اولیاء کرام شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، حضرت خواجہ اجمیریؒ، حضرت علی ہجویریؒ حضرت مجدد الف ثانیؒ وغیرہ اولیاء کرام نے یہ دن اس طرح منایا ہے؟ یا ایسا کام کرنے کا کوئی اشارہ فرمایا ہے کیا؟ ان سے بڑھ کر بھی کوئی حضور ﷺ کا عاشق ہے؟

نہیں نہیں، ہرگز نہیں..........................

پھر یہ سب کیا ہے؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟

قارئین کرام!

آیئے! ہم دیکھتے ہیں: کہ یہ مروجہ محفل میلاد کیسے اور کب شروع ہوئی؟ جب تاریخ کے اوراق پر نظر ڈالتے ہیں تو ساتویں صدی ہجری میں ہمیں ایک بے دین اور فضول خرچ بادشاہ بنام مظفر الدین اپنے ایک درباری مولوی ابن دحیہ کے ساتھ اس بدعت کو ایجاد کرتا ہوا نظر آتا ہے اس کے بارے میں حوالے درج ذیل ہیں۔

امام احمد بن محمد بصری مالکی نے لکھا ہے کہ سلطان اربل مظفر الدین ایک فضول خرچ بادشاہ تھا اور وہ اپنے وقت کے علماء کو حکم دیتا تھا کہ خود اپنے اجتہاد پر عمل کریں اور کسی مذہب کی پیروی نہ کریں چنانچہ علماء کی ایک جماعت اس کی طرف مائل ہوگئی۔

(القوال المعتمد بحوالہ تاریخ میلاد ۲۳ آگے لکھتا ہے)

یہ بادشاہ ربیع الاول میں محفل میلاد منعقد کیا کرتا تھا بادشاہوں میں وہ پہلا حکمران ہے کہ جس نے یہ گھڑی۔

(القول المعتمد فی عمل المولد) (یعنی اس کا موجد غیر مقلد تھا)

علامہ ناصر فاکہانی نے لکھا ہے:

وہ بادشاہ گانے بجانے والوں کو محفل میلاد میں جمع کرتا تھا اور راگ مزامیر سن کر خود بھی ناچتا تھا اس قماش کے اہل مجلس بھی رقص کرتے تھے ایسے شخص کے فاسق اور گمراہ ہونے میں کیا شک ہوسکتا ہے۔ اور یسے شخص کا قول وفعل کیسے حجت ہوسکتا ہے۔

(ردعمل المولد بحوالہ فتاوی رشیدیہ ص ۳۲)

اس بادشاہ کے بارے میں سبط ابن جوزی نے تاریخ مراۃ الزمان میں لکھا ہے

''اربل کے ہاں کے میلاد میں دستر خوان پر پانچ ہزار بکرے دس ہزار مرغ سو گھوڑے تین ہزار پلیٹ حلوے کی ہوتی تھیں بہت سے مولوی اور صوفی وہاں مدعو ہوتے اور ظہر سے عصر تک صوفیوں کے لیے محفل سماع منعقد کرتا تھا اور ان کے ساتھ خود بھی رقص کرتا''

(بحوالہ تاریخ میلاد ص ۴۲)

اس کے بارے میں ایک درجن روایات تاریخ میلاد میں موجود ہیں ان تمام روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مروجہ محفل میلاد کی کوئی حقیقت نہیں بلکہ بدعت ہے اللہ تعالی سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں سنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور بدعات سے بچائے (آمین)

مروجہ میلاد کی اصل حقیقت

مولانا محمد امجد سعید لاہور

ذکر ولادت باسعادت اور مروجہ محفل میلاد میں فرق......؟

سب سے پہلے تو یہ بات ذہن نشین فرمالیں کہ نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کا ذکر خیر اور چیز ہے اور مروجہ محفل میلاد دوسری چیز ہے۔ پہلی مستحب ومندوب ہے جبکہ دوسری بدعت وضلالت اور خلاف سنت واجماع ہے چنانچہ اس حقیقت کو اپنے وقت کے جلیل القدر عالم حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

''کہ نفس ذکر ولادت مندوب ہے اور اس میں کراہت ''قیود'' کے سبب آئی ہے۔''

(فتاوی رشیدیہ ج اص ۱۰۲)

اور کچھ آگے چل کر حضرت فرماتے ہیں نفس ذکر ولادت فخر عالم ﷺ کا مندوب (یعنی) مستحب ہے مگر بسبب انضمام ان قیود کے ممنوع ہو گیا۔۔

(فتاوی رشیدیہ ج اص ۱۱۰)

معلوم ہوا کہ اہل سنت والجماعت احناف اور پوری امت مسلمہ کے نزدیک ''نفس ذکر ولادت باسعادت'' اور آپ ﷺ کی حیات طیبہ پر روشنی ڈالنا نہ صرف ربیع الاول میں بلکہ سال بھر میں باعث ثواب ہے اور اس پر اجر عظیم کا وعدہ بھی کیا گیا ہے لیکن محفل میلاد منانا جلوس نکالنا دیگیں پکانا اور حضور ﷺ کے نام پر میلاد کی مجالس سجا کر ہر

محفل میں آپ ﷺ کی آمد کا عقیدہ رکھنا اور پھر اسی محفل میں کھڑے ہو کر آپ ﷺ کا استقبال کرنا یہ تمام امور نہ صرف خلاف سنت ہیں بلکہ آئمہ اربعہ اور اجماع امت کے بھی خلاف ہے۔

باوجود اسباب ومحرکات کے صحابہ نے میلاد کیوں نہ منایا......؟

اہل السنّت والجماعت احناف میلاد کی محفلیں سجا کر ان میں خرافات کرنے کو خلاف سنت کیوں قرار دیتے ہیں اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ یہی تمام محرکات اور اسباب عہد صحابہ میں بھی موجود تھے یہ کوئی نیا مسئلہ نہیں جو آج ہی پیش آیا ہو اور صحابہ کرامؓ کو اس کا علم تک نہ ہوا!...... نہیں ایسی کوئی بات نہیں۔ بلکہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نبی کریم ﷺ کے حالات زندگی کو اچھی طرح دیکھا تھا آپ ﷺ کا یوم پیدائش صحابہ کرامؓ پر واضح تھا ایک روایت میں یوں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ صحابہ کرامؓ کے سامنے پیر والے دن روزہ رکھتے تھے ایک مرتبہ صحابہؓ نے اس روزے کی بابت سوال کیا......؟

تو آپ ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا:

"ذالک یوم ولدت فیه ویوم بعثت او انزل علی فیه"

(صحیح مسلم ج۱ ص ۳۶۸)

یعنی اس دن میں پیدا ہوا اور اسی دن میری بعثت ہوئی یا فرمایا مجھ پر وحی کا نزول ہوا۔ گویا آپ ﷺ نے اس بات کی صراحت فرمادی کہ میں اسی روز پیدا بھی ہوا تھا اور اسی دن مجھے نبوت کا تاج بھی پہنایا گیا تھا صحابہ کو نبی کریم کی بعثت کا بخوبی علم تھا اور وہ اس بات سے اچھی طرح آگاہ تھے کہ نبی ﷺ ربیع الاول کے مہینے میں پیدا ہوئے۔

سوال یہ ہے کہ جب صحابہ کرام کو اس بات کا علم تھا کہ نبی کریم ﷺ پیر کے دن پیدا ہوئے اور ربیع الاول کے مہینے کے اندر ہی دنیا میں تشریف لائے تو پھر صحابہؓ نے اس دن

میں جلوس نکال کر عید میلاد النبی کیوں نہ منایا......؟ جب صحابہؓ کے سامنے اس مہینے کے اندر آمد رسول کی حقیقت کھل چکی تھی تو انہوں نے مدینے کے بازاروں کو جھنڈیوں سے کیوں نہ سجایا......؟ دیگیں اور حلوے پکا، پکا کر عوام الناس میں تقسیم کرنے میں پیچھے کیوں رہے......؟

اس کی اصل وجہ یہ تھی کہ ولادت اور رحلت نیز نکاح اور اولاد کا تعلق چونکہ ذاتیات سے ہوتا ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نبی کریم ﷺ کو آئینہ ذات سے نہیں بلکہ آئینہ رسالت میں دیکھا کرتے تھے لہذا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو آپ ﷺ کی ولادت کی خوشی بھی اسی لیے تھی کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں ورنہ محض ولادت کی خوشی تو ابولہب کو بھی ہوئی تھی چنانچہ ابولہب نے اسی خوشی میں اپنی باندی تک کو آزاد کر دیا تھا۔ یہ خوشی چونکہ رسالت کے آئینے سے ہٹ کر تھی اس لیے ابولہب کو جہنم میں جانے سے روک نہ سکی اور وہ آج تک دوزخ میں جل رہا ہے۔

اگر اسی ولادت باسعادت کو رسالت کا آئینے میں دیکھیں گے تو ہر وقت اور ہر لحظہ اطاعت ہی غالب رہے گی پھر خوشی اور غمی میں انسان شرعی تقاضوں کو پورا کرتا ہوا نظر آئے گا۔ نبی کریم ﷺ اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اسی جذبہ سے سرشار تھے یہی وجہ ہے کہ انہوں نے کوئی کام بھی خلاف شرع نہ کیا چنانچہ انہوں نے اپنی خوشی اور غمی کو رسول ﷺ کی اداؤں پر قربان کر دیا بالفاظ دیگر جنہوں نے آقا ﷺ کو رسول اور قابل اطاعت سمجھا انہوں نے میلاد نہ منایا اور ابولہب نے رسول نہ سمجھا رسول نہ سمجھتے ہوئے میلاد منایا۔

محفل میلاد کی کس نے نکالی......؟

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ان کے بعد چھ صدی تک کسی بھی عالم فقیہہ اور مسلمان نے نہ تو محفل میلاد منائی نہ جھنڈیاں لگائیں نہ بازار سجائے، نہ دیگیں پکائیں اور نہ ہی ہر محفل میں آمد رسول ﷺ والا مشرکانہ عقیدہ رکھا یہ موصل کے ایک مسرف وظالم

بادشاہ ابن اربل مظفر الدین ابوسعید نے ۶۰۴ھ میں اپنے حکم سے شروع کروائی چنانچہ علامہ ذہبی اس ظالم بادشاہ کے متعلق یوں رقم طراز ہیں:

''کان ینفق کل سنة ولد النبی ﷺ نحو ثلاثة مائة الف''

(دول الاسلام ج ۲ ص ۱۰۳)

یعنی ہر میلاد نبی ﷺ پر تقریباً تین لاکھ روپیہ خرچ کیا کرتا تھا۔

اب اس بادشاہ کے متعلق اسلاف کا نظریہ بھی ملاحظہ فرمالیں چنانچہ امام احمد بن محمد مصری مالکی لکھتے ہیں کہ وہ ایک مسرف بادشاہ تھا علماء زمانہ سے کہا کرتا تھا کہ وہ اپنے اجتہاد اور استنباط پر عمل کیا کریں اور غیر کے مذہب کی پیروی نہ کریں حتی کہ علماء اور فضلاء کی ایک جماعت اس کی طرف مائل ہوگئی اور وہ ربیع الاول میں میلاد منعقد کیا کرتا بادشاہوں میں وہ پہلا بادشاہ ہے جس نے یہ گھڑی۔

(القول المعتمد فی عمل المولد)

اس حقیقت سے بات کھل کر سامنے آ گئی کہ ربیع الاول کے مہینے میں محفل میلاد منانا اور میلاد کی محفلوں کو منعقد کرتا۔ ابن اربل جیسے دنیا دار بادشاہ نے ایجاد کیا تھا اور اس بادشاہ کے متعلق علماء حق کے خیالات اچھے نہ تھے۔

میلاد کے سلسلے میں ''سرکاری ملاں کی کارستانی:

اس پر مزید ظلم یہ ہو کہ ایک دنیا دار مولوی عمر بن دحیہ ابوالخطاب بھی اس مسرف بادشاہ کے ساتھ مل کر سرکاری ملا بن گیا چنانچہ اس سرکاری ملا نے محفل میلاد سجانے اور میلاد کے جلوس نکالنے کے جواز پر اجماع امت اور صحابہ کرام کے عقائد ونظریات سے ہٹ کر مواد جمع کیا اور الگ سے ایک کتاب لکھ ماری بادشاہ نے اس سرکاری ملاں کی شاہی خدمت پر خوش ہو کر اسے انعام سے نوازا اس کی مکمل تفصیل آپ کو علامہ ذہبی کی معروف کتاب

(دول الاسلام کے صفحہ ۲۹۶ اور جلد۲) میں ملے گی۔

اس سرکاری مولوی ابوالخطاب کے متعلق علامہ ابن حجر یوں فرماتے ہیں کہ"وہ ائمہ دین اور سلف کی شان میں بہت گستاخی کیا کرتا تھا گندی زبان کا مالک تھا بڑا احمق اور متکبر تھا دین کے کاموں میں بڑا بے پرواہ اور سست تھا۔

(لسان المیزان ج۴ص۲۹۶)

بلکہ ابن حجر تو یہاں تک لکھتے ہیں کہ علامہ ابن نجار فرماتے ہیں کہ

" رایت الناس مجتمعین علی کذبه و ضعفه"

(لسان المیزان ج۴ص۲۹۵)

یعنی میں نے لوگوں کو اس کے جھوٹ اور ضعف پر مجتمع پایا۔ یاد رہے کہ محض میلاد کے ناجائز ہونے پر چاروں مذاہب متفق ومتحد ہیں۔

چنانچہ علامہ احمد بن محمد مالکی فرماتے ہیں کہ:

"قد اتفق علماء المذاهب الاربعة بذم هذا العمل"

(القول المعتمد)

یعنی چاروں مذاہب کے علماء اس عمل کی مذمت پر متفق ہیں۔ پھر نجانے ہمارے ہاں (بریلوی) کہلانے والے اس کو کار ثواب کیوں سمجھتے ہیں......؟

پیر کا روزہ رسول اللہ کی خصوصیت تھی نہ کہ سنت:

یہاں پر اس بات کو بھی اچھی طرح سمجھ لیں کہ غیر مقلد حضرات کہتے ہیں" پیر" کے دن روزہ رکھنا سنت ہے کیونکہ یہ روزہ نبی کریم ﷺ نے بھی رکھا حالانکہ یہ روزہ آپ کی خصوصیات میں سے تھا یہی وجہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے اپنی امت کو یہ روزہ

رکھنے کا حکم بھی نہیں دیا اور نہ ہی اس کو رکھنے کی ترغیب دی۔ یہ بات ذہن نشین فرمالیں کہ کسی کام کی سنت ہونے کا پتہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عمل سے چلتا ہے چنانچہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پوری زندگی نہ تو اس روزے کو رکھا اور اس کو رکھنے کی ترغیب دی بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے تو اس کی سنت ہونے کا پرچار تک نہیں کیا اگر پیر کے روزے کا حکم ہوتا یا یا سنت ہوتا تو صحابہ اس کو ضرور رکھتے۔ لہذا پیر کے روزہ کو سنت کہنا صحیح اور درست نہیں اسا س کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے ارشاد مبارک میں فقط اپنی ولادت کا ہی ذکر نہیں کیا بلکہ بعثت و نبوت اور نزول وحی کا بھی تذکرہ ہے پھر ہم صرف ایک ہی چیز پر نظر کیوں رکھتے ہیں......؟

آخری گزارش:

ان دلائل سے یہ بات بخوبی آپکے علم میں آچکی ہوگی کہ محفل میلاد اور میلاد کے جلوس والا عمل نہ تو نبی کریم ﷺ نے کیا اور نہ ہی صحابہ کرام و آئمہ مجتہدین نے کیا یہ تو چھ صدیوں بعد موصل کے ایک ظالم بادشاہ کے دور میں شروع ہوئی اس لیے اس سے مسلمانوں کو بچنا چاہیے نہ تو اس نہیں ہ میں محفلیں سجا کر میلاد منانا سنت ہے اور نہ ہی پیر والے دن روزہ رکھنا مسنون ہے کیونکہ یہ بھی آپ ﷺ کی خصوصیات میں سے تھا البتہ ربیع الاول سمیت پورے سال میں کسی بھی دن سیرت النبی ﷺ کو بیان کرنا اور آپ ﷺ کے تذکرہ خیر سے دلوں کو سیراب کرنا مستحب اور باعث ثواب ہے بشرطیکہ یہ جلسہ سیرت ۱۲ ربیع الاول کی تخصیص یا تخصیص ولادت کے حوالے سے نہ ہو۔

اللہ سے دعا ہے کہ ہمیں عمل کی توفیق نصیب فرمائے

آمین یا رب العالمین

کھلے راز

مولانا فیاض طارق کے قلم

یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ ہر کتاب مطالعہ کے لائق نہیں کئی۔لوگ قلم سے مذاق کرتے ہیں۔ان کے نزدیک قلم کی ابکائیاں ،اسلوب نگارش ہیں۔اسی طرح بعض ادیب ،شاعر،مصنف،مولف حلقہ یاراں کی بدولت شہرت پا جاتے ہیں۔ان کے مطالعہ سے ممکن ہے کسی ذہنی عیاشی کا سروساماں تو ہو لیکن علم اور فکر ونظر کے باب میں کورے ہوتے ہیں۔

دین میں بدعات کے بانی تو ہوتے ہیں لیکن حقیقت دین سے جاہل ہوتے ہیں۔عوام کو دھوکا دینے کے تو ماہران کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے تو سرخیل سمجھے جاتے ہیں۔لیکن جب راز کھلتے ہیں،حجاب اٹھتے ہیں،دلائل پیش ہوتے ہیں تو یہ لوگ بدنما داغ نظر آتے ہیں۔جو دین کو بچوں کا کھیل سمجھ کر یا پھر باپ کی میراث سمجھ،کر تغیر وتبدل کر کے حقائق کو مسخ کرنے کی سعی لا حاصل کرتے ہیں۔

اسی آبخورے کے ساقیوں میں سے بعض وہ ہیں جنہوں نے بدعات کا سلسلہ اپنا فرض منصبی سمجھ کر شروع کیا اور ایسے انداز اپنائے کہ پھر لیں بطن اپنا مر جائیں تو شہادت کا اعلے درجہ پائیں اسی کو مقصد اصلی سمجھ کر لگن سے کام کرتے ہیں اشاعت بدعات میں کمی رہ جائے اس کو اپنے لئے 302 کا مقدمہ سمجھتے ہیں اور اگر کوئی شریف آدمی ان بدعات کی دلائل کی روشنی میں نشاندہی کر دے تو یہ لوگ اس کو اپنا اعدائے اصلی سمجھتے ہیں۔

اسی سلسلے کی ایجاد میں سے انگوٹھوں کا چومنا اور چوسنا ہے

بعض لوگوں نے ان اقوال کے اعتبار سے نبی کریم کا نام گرامی سن کر انگوٹھوں کو چومنا مستحب لکھا محض اپنی جہالت سے اور عمل کے اعتبار سے سنت دیا واجب کا درجہ دے یا انہوں نے محض گمراہی پھیلانے کے لیے علوم نبوی ﷺ سے ناواقف عوام کی آنکھ میں دھول جھونک کر انگوٹھے چومنے کی بدعت پیش کی۔

اگر چہ یہ بات بالکل درست ہے کہ پڑھا لکھا طبقہ (گریجویٹ) چاہیے وہ سکول کالج کا ہی کیوں نہ ہوان کی جہالت کے پھندے میں نہیں آتے وہ انگوٹھے چومنے کو بدعت ہی سمجھتے ہیں۔

لیکن یہ حضرات عوام کو دھوکہ دیکر انگوٹھے چومنے کی ترغیب دیتے اور اپنے پیشوا کی طرح خیانت اور دجل سے کام لیتے ہوئے غلط دلیلیں بھی دیتے ہیں اولا میں انگوٹھے چومنے کے بارے ان کے دلائل ذکر کر دیتا ہوں پھر بتاؤں گا کہ انہوں کیسے دجل اور فریب سے کام لیا ہے۔

بعض لوگوں کا طریقہ ہے کہ اذان میں اشھدان محمدارسول اللہ سن کر انگوٹھے چومنا مستحب ہے،

یہ لوگ اپنے دلائل میں سے ایک دلیل یہ دیتے ہیں کہ علامہ سخاوی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

"ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالی عنہ لما سمع قول الموذن اشھدا ان محمدا رسول اللہ قال ھذا وقبل باطن الانملتین السبابتین ومسح عینیہ"

(مقاصد الحسنہ ص ۲۸۴)

یعنی جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ آذان میں اشھدان محمد رسول

اللہ کو سنتے تو اپنے انگوٹھوں کو چومتے تھے اور آنکھوں پر ملتے تھے۔

دوسری دلیل:

"من قبل طفری البھا میه عند سماع اشھدان محمد ارسول الله فی الاذان اناقائده ومدخله"

(تفسیر روح البیان ج ۵ ص ۲۱۰)

اس عبارت سے بھی انگوٹھے چومنے کا جواز معلوم ہوتا ہے

معزز قارئین کرام!

آپ نے ان کے پیش کردہ حوالہ جات دیکھے ہیں اب میں یہ ثابت کروں گا کہ انہوں نے حوالہ جات نقل کرنے میں کیسے بددیانتی سے کام لیا ہے سب سے پہلا حوالہ انہوں نے امام سخاوی کی کتاب مقاصد الحسنہ کا نقل کیا تو پوری عبارت نقل نہیں کی بلکہ بددیانتی کی حالانکہ امام سخاوی نے اپنی عبارت کے آخر میں لایصح لکھا ہے۔

اصل عبارت:

"ابی بکر الصدیق انه لما سمع قول الموذن...... الخ لا یصح (یعني یه روایت صحیح نهیں هے)

(مقاصد الحسته ص ۳۸۴)

ملا علی قاری نے بھی عبارت نقل کر کے آخر میں لایصح (یہ روایت صحیح نہیں ہے لائے ہیں

(موضوعات کبیر ص ۱۰۸)

دوسرا حوالہ تفسیر روح البیان کا نقل کیا ہے اس میں بھی اول اور آخر میں عبارت نقل کرتے میں بددیانتی کی ہے شروع اور آخر کی عبارت کو نقل ہی نہیں کی، شیخ اسماعیل البردسی

تحریر فرماتے ہیں:

"وضعف من قبل ظفر ی ابھا میہ"......الخ

یعنی انگوٹھے چومتے والی روایت ضعیف ہے۔

(تفسیر روح البیان ج ۲ ص ۴۱۰)

اور آخر میں تحریر فرماتے ہیں لم یثبت فی الحدیث المرفوع یعنی یہ عمل کوئی مرفوع حدیث سے ثابت نہیں۔

نوٹ:

تفسیر روح البیان ایک غیر معتبر تفسیر ہے جو قریب ہی کے زمانے میں لکھی گئی ہے اور قطعاً بطور حجت اور دلیل کے پیش نہیں کی جاسکتی فریق مخالف کو بھی اس کا اقرار ہے چنانچہ مفتی اقتدار احمد نعیمی بریلوی نے تنقیدات علی مطبوعات میں اس تفسیر کا غیر معتبر ہونا لکھا ہے جب یہ تفسیر خود غیر معتبر ہے تو اس کے حوالے پر کھڑی عمارت کی کیا حیثیت ہوگی، اس کا اندازہ قارئین خود لگا سکتے ہیں۔

محترم قارئین!

آپ نے ان کی بددیانتی کو دیکھا کیسے عوام الناس کو بے وقوف بنانے کی کوشش کرتے ہیں سینکڑوں احادیث اور فتاوی کی کتب موجود ہیں اور ان کتب میں باب الاذان موجود ہے کسی ایک محدث نے یا کسی ایک امام نے آذان میں اشھد ان محمدا رسول اللہ پر انگوٹھے چومنے کو مستحب نہیں لکھا بلکہ انگوٹھے چومنے کا ذکر تک نہیں کیا تو استحباب کیسے قرار دیا جاسکتا ہے۔

ہاں جو بات صحیح اور درست ثابت ہے وہ یہ ہے کہ جب موذن اذان کہے تو اسکا

جواب بھی اس طرح دو جس طرح موذن کہتا ہے کیونکہ حدیث میں آتا ہے۔

"وعن عبدالله بن عمرو ابن العاص قال قال رسول الله ﷺ اذا سمعتم الموذن فقولوامثل ما یقول"

(مشکوۃ ج ا ص ۶۴)

یعنی جب تم اذان سنوتو اسی طرح کہو جس طرح موذن کہتا ہے اور دوسری حدیث میں واضح طور پر جواب بتلایا ہے۔

یعنی جس ہرح موذن طرح کہے اسی طرح جواب دوصرف "حی علی الصلوۃ اور حی علی الفلاح پر لا حول و لا قوۃ الا باالله" پڑھو۔اب دیکھیں یہاں کہیں بھی انگوٹھے چومنے کا ذکر نہیں ہے

سمجھ نہیں آتا کہ ان لوگوں کے عقل پر کیوں پردے پڑ گئے ہیں ان کو نبی کریم ﷺ سے محبت ہوتی تو نبی کریم ﷺ کا نام گرامی چومتے نہ کہ انگوٹھے!

قارئین: کچھ حوالہ جات آپکی نظر کرنا چاہتا ہوں ملاحظہ فرمائیں ،ملا علی قاری انگوٹھے چومنے کے مسئلے میں فرماتے ہیں

"و کل مایروی فی ھذا فلا یصح رفعه"

(موضوعات کبیر ۱۰۸)

(اس باب میں جتنی احادیث ہیں صحیح مرفوع نہیں)علامہ طاہر حنفی فرماتے ہی اس بارے میں لایصح یہ روایت صحیح نہیں ہے

(تذکرہ موضوعات ص ۳۶)

علامہ شامی تحریر فرماتے ہیں:

"ولم یصح فی المرفوع من کل ھذالشی......الی بالاذان واما فی

الاقامة فلم یو جد "

فتاوی شامی ج ا ص ۳۹۸)

یعنی اس باب میں جو مذکورہ ہے صحیح مرفوع روایت سے نہیں ہے نہ آذان میں اور اقامت میں تو بالکل نہیں ہے

امام جلال الدین سیوطی رقم فرماتے ہیں:

"الاحادیث التی رویت فی تقبیل الا نامل وجعل علی العینین عند سماع اسمہ ﷺ عن المو ذن فی کلمة الشهادة کلها موضوعات"

(تیسرا المقال بحواله عماد الدین ص ۱۴۳)

یعنی انگوٹھے چومنے کی جتنی روایات ہیں وہ سب کی سب موضوع ہیں ان کی کوئی اصل نہیں۔

جناب قارئین کرام! آپ نے بڑے بڑے علم ودانش ،فہم وادراک رکھنے والے حضرات کے حوالہ جات بھی ملاحظہ فرمائے اور علامہ سیوطی کا فیصلہ بھی آپکی نظر سے گذرا اب فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے کہ انگوٹھے چومنا سنت ہے یا مستحب ہے یا پھر بدعت منصف عادل بن کر اپنے ضمیر کا فیصلہ کیجئے۔

تاریخ ہمیں ہر دور میں لے جاتی ہے، پہاڑوں پر چڑھاتی ہے سمندروں میں گھماتی اور صحراؤں میں پھیراتی ہے تاریخ کے مطالعے سے فکر ونظر کی بصیرت حاصل کرتے اور شعور ادراک کے معدنوں سے فیض یاب ہوتے ہیں اب ان حالات کے تناظر میں بدعتوں کی روک تھام کے لیے انجمن اھل السنّت والجماعت کام کر رہی ہے۔

بدعتوں کو مٹانے کے لیے اھل بدعت کے سامنے بند باندھنے کی کوشش کر رہی ہے آپ حضرات بھی اس تعاقب میں انجمن کے ساتھ ہر اعتبار سے دل کھول کر تعاون کریں

انجمن کے قیام کے بعد آمدہ اطلاعات کے مطابق اھلِ بدعت کی آوازوں میں کپکپی پیدا ہوگئی ہے، کبھی دانت بجتے دیکھائی دیتے ہیں اور کبھی ان کا لہجہ پھسلتا نظر آتا ہے، حتی کہ الفاظ گلے کی پھانس بن جاتے ہیں اور خیالات چکنا چور ہوتے ہوئے محسوس ہو رہے ہیں اس وقت ان کی صوت اور سکوت میں آمیزش ہوتی ہے، ادھر آواز پر سکتہ طاری ہوتا ہے، ادھر تلفظ کا سانس اکھڑ جاتا ہے، کبھی آواز بے ہنگم ہو جاتی ہے اور اجزائے دفاع بکھر جاتے ہیں، پاؤں ڈگمگاتے ہیں، بدن پر لرزہ طاری ہوتا ہے چہرے پر ہوائیاں اڑے دیکھائی دیتی ہیں۔

لیکن کبھی یہ نہ سوچا کہ ہم کہاں سے چلے تھے اور کہاں آ کر کھڑے ہوئے ہیں بدعتیوں نے گنبد خضری سے طوطا چشمی کی اور آستانہ رسالت ﷺ سے انحراف کیا اپنے ہی بت ڈھال کر گمراہی کی داغ بیل ڈال دی اللہ ہمیں صحیح سمجھ عطا فرمائے۔ آمین

احمد رضا خان کا ایک اور جھوٹ

''احمد رضا خان نے کہا کہ قاسم نانوتوی نے ختم نبوت کا انکار کیا ہے اس لیے وہ کافر ہے''

(حسام الحرمین ص ۲۰)

''مولانا قاسم نانوتوی نے کہا اپنا دین وایمان ہے بعد رسول اللہ ﷺ کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں اور جو اس میں تامل کرے اس کو کافر سمجھتا ہوں''

(مناظرہ عجیبہ ص ۱۴۴)

ربیع الاول اسلام کی نظر میں

مفتی اعظم ہاشمی
پسند فرمودہ مفتی عبدالقدوس ترمذی

جب اس مہینے کا نام رکھنے کا موقع آیا تو موسم بہار کا آغاز تھا اسی مناسبت سے اس کا نام ربیع الاول رکھ دیا گیا یعنی بہار کا آغاز اور جب ربیع الاول کے بعد والے مہینے کا نام رکھنے کا موقع آیا تو موسم بہار کا اختتام تھا اس لیے اس کا نام ربیع الآخر اور ربیع الثانی رکھا گیا (غیاث اللغات ص 216 فارسی)

میلاد النبی ﷺ کا مفہوم:

عربی لغت میں اس جگہ یا وقت کا نام ہے جس میں سید الانبیاء حضرت محمد مصطفی ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی اسے مولد النبی ﷺ بھی پڑھا جاتا ہے۔

تحقیق تاریخ ولادت باسعادت:

مورخ اسلام منصور پوری فرماتے ہیں کہ ہمارے نبی موسم بہار میں دوشنبہ (پیر) کے دن ۹ ربیع الاول سن (۱) میلادی عام الفیل ۲۲ اپریل ۵۷۱ء کو مکہ معظمہ میں بعد از صبح صادق وقبل از طلوع نیز عالم تاب پیدا ہوئے حاشیہ میں لکھتے ہیں سب کا اتفاق ہے کہ دو شنبہ کا دل ۹ ربیع الاول کے سواء کسی اور تاریخ سے مطابقت نہیں کھاتا اس لیے ۹ ربیع الاول

ہی صحیح ہے تاریخ دول العرب والاسلام میں طلعت عرب نے بھی ۹ ربیع الاول ہی کو صحیح قرار دیا ہے۔

(رحمۃ للعلمین ص ۴۰ جدید)

۲۔ شیخ التفسیر والحدیث علامہ ادریس کاندھلوی فرماتے ہیں کہ جمہور محدثین اور مورخین کے نزدیک راجح اور مختار قول ہے کہ حضور ﷺ ۸ ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔

(سیرت المصطفی ج ۱ ص ۵۱)

ترجمان فقہ حنفی شیخ الاسلام زاہد الکوثری مصری نے بھی کافی تحقیق کے بعد بہت سے اقوال میں تاریخ ولادت باسعادت صرف ۹ ربیع الاول ہی کو ترجیح دی ہے۔

(مقالات الکوثری ص ۴۰۶ تحت المولد الشریف النبوی)

قول فصل:

بانی مذہب بریلویہ احمد رضا خان کے اپنی تحقیق بھی یہ ہی ہے کہ ولادت مبارکہ آٹھ ربیع الاول کو ہوئی۔

(فتاوی رضویہ جلد ۲۶ ص ۴۱۵)

تحقیق وفات طیبہ:

۱۲ ربیع الاول سن ۱۱ھ پیر کے دن چاشت کے وقت عمر مبارک ۶۳ سال اور ۴ دن قمری تھی انا للہ وانا الیہ راجعون.

(رحمۃ للعلمین ص ۲۱۰ جدید)

قول فیصل:

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ فرماتے ہیں:

''وفات طیبہ ماہ ربیع الاول پیر کے دن پر سب مورخین متفق ہیں اور جمہور مورخین ومحققین کے نزدیک وفات طیبہ ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ ہے اسی کو مورخ ابن اسحٰق امام التحقیق علامہ ابن سعد اور محدث عظیم علامہ ابن حبان، علامہ ابن عبدالبر، علامہ ابن الصلاح، علامہ نووی اور علامہ ذہبی رحمہم اللہ نے بڑے یقین سے نقل فرمایا ہے اور علامہ ابن الجوزی نے اسی کو صحیح قرار دیا ہے۔

(لامع الدراری شرح بخاری ج ۳ ص ۷۰ طبع ایچ ایم کراچی)

احمد رضا خان کے نزدیک ۱۲ ربیع الاول کو یوم وفات ہے۔

(فتاوی رضویہ ج ۲۶ ص ۴۱۲)

ذکر الٰہی جس طرح روح کی غذا ہے اسی طرح ذکر رسول بھی روح کی غذا ہے یہی وجہ ہے کہ خود اللہ نے ذکر رسول کے مواقع اتنے فرمائے ہیں کہ کوئی مومن مرد اور عورت حضور ﷺ کے ذکر مبارک سے محروم نہیں رہ سکتا مثلاً ہر نماز کے التحیات میں اشھد ان محمد عبدہ ورسولہ پڑھا جاتا ہے۔

جس کی تفصیل یہ ہے کہ فجر کی سنت اور فرض میں دوبارہ پھر ظہر کی چار سنت چار فرض دو سنت دو نفل میں چھ بار اور عصر کی چار سنت اور فرض میں دوبار پھر ظہر کی چار سنت چار فرض دو سنت ودو نفلیں چھ بار اور عصر کی چار سنت چار فرض میں چار بار اور مغرب کے تین فرض دو سنت دو نفل میں چار بار اور عشاء کے چار فرض دو سنت، دو نفل، تین وتر، دو نفل میں سات بار اس طرح پانچ نمازوں کے التحیات میں ۲۳ بار ذکر رسول ہوا۔

پھر پانچوں اوقات میں اذان وتکبیر ہوتی ہے اس میں دوبار اشھد ان محمد رسول اللہ موذن بھی پڑھتا ہے سننے والا بھی پڑھتا ہے تو کل دس بار اذان میں، دس بار تکبیر میں اس طرح ۲۰ بار ذکر رسول ہوا پھر ہر نماز کے بعد دعا اور دعا کا ادب حدیث شریف میں بتایا گیا

شریف میں ہے کہ جب مسجد میں داخل ہوتو یوں پڑھے

"بسم الله والسلام على رسول الله اللهم اغفر لى ذنوبى وافتح لى ابواب رحمتك"

اور نکلتے وقت

"بسم الله والسلام على رسول الله اللهم اغفر لى ذنوبى وافتح لى ابواب فضلك"

(سنن ابن ماجہ ص ۵۶)

ہر مرد پانچوں ں نمازوں کے لیے آتے اور جاتے ہوئے ۱۰ بار ذکر رسول ﷺ کریگا تو کل چوبیس گھنٹوں میں ۶۳ بار ذکر رسول ﷺ ہوا سبحان اللہ چنانچہ نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک کے عدد کے برابر ہر مومن کو ذکر رسول ﷺ کرنے کا شرف حاصل ہوا دس بار یہ ہوا کل ۶۳ مرتبہ ذکر رسول ﷺ ہوا گویا آپ ؐ کی عمر مبارک کے برابر۔

چنانچہ ذکر رسول ﷺ کے سلسلہ میں ایک بار کسی نے حضرت شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی قدس سرہ سے کہا کہ حضرت آپ محفل میلاد نہیں کرتے فرمایا

"ہم تو ہر دم کرتے ہیں کیونکہ ہر وقت لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے ہیں جس میں حضور ﷺ کا ذکر مبارک ہے بس یہی میلاد ہے کہ اگر آپ پیدا نہ ہوتے تو محمد رسول اللہ کیونکر کہتے اور آپ یہ شعر بھی پڑھا کرتے"۔

تر ہوئی باراں سے سوکھی زمیں
یعنی کہ آئے رحمۃ للعلمین ﷺ

(وعظ نور النور از حضرت حکیم الامت تھانوی ۱۹۰)

''سنت''

لغت میں طریقہ اور راستہ کو کہتے ہیں۔

(المنجد ص ۴۹۴)

شریعت میں اگر کسی کام کو نبی ﷺ نے ہمیشہ کیا ہو اور خلفاء راشدین نے اس پر عمل کیا ہو تو وہ سنت ہے۔

(فتاوی شامی ص ۳۷ کتاب الطہارت)

جس کو نبی ﷺ نے کیا ہو یا کسی ایک صحابیؓ نے کیا ہو وہ سنت ہے۔

(الطحطاوی علی المراقی ص ۱۴۱ فصل التراویح)

''سنت کی اہمیت''

(۴) حضرت نبی ﷺ نے فرمایا جس نے میری امت میں فساد کے وقت میری سنت کو مضبوطی سے تھام لیا تو اسے سو شہیدوں کا اجر ملے گا۔

(مشکوۃ ص ۳۰)

حضرت ملا علی قاری اس کی شرح میں فرماتے ہیں جب بدعات کا غلبہ جہالت اور گناہوں کا عروج ہو تو سو کا اجر ملے گا۔

(مرقاۃ ص ۲۵۰ ج ۱)

علامہ ابن امیر حاج فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ فتنے (شرک وبدعت) وقت دین پر عمل کرنیوالا ایسا ہے جیسے اس نے مرے ساتھ ہجرت کی (یعنی) اسے ہجرت مدینہ کا ثواب ملے گا۔

(المدخل ج ۴ ص ۳۳۱)

اھل السنّت والجماعت جنتی گروہ ہے:

حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا بیشک بنی اسرائیل میں [redacted] گروہ ہوئے اور میری امت میں [redacted] گروہ ہوں گے سب جہنم میں جائیں گے مگر ایک گروہ چنانچہ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول !وہ کونسا گروہ ہوگا (جو [redacted] میں جائے گا) تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو میرے اور میرے صحابہ کے طریقہ پر ہوگا

(ترمذی شریف ج ۲ ص ۸۹)

لفظ بدعت:

بدعت ایسے نئے کام کو کہتے ہیں جو دین کے پورے ہو جانے کے بعد ایجاد کیا گیا ہو۔ اور وہ نبی کی خواہش اور اعمال کے مطابق نہ ہو۔

(القاموس ص ۴ ج ۲)

شریعت میں بدعت یہ ہے کہ دین میں کوئی ایسی نئی بات نکالی جائے جو نہ صحابہ کے وقت میں تھی اور نہ تابعین کے، اور نہ ہی اس پر کوئی دلیل شرعی قائم ہو۔ (یعنی چاروں ائمہ میں سے کسی نے اسے قرآن وسنت سے نہ سمجھا ہو)۔

(شرح المقاصد المبحث الثامن فصل ثالث ص ۲۷۱ ج ۲)

اسی طرح اعلیٰ حضرت احمد رضا خان لکھتے ہیں ''جو بات رسول اللہ ﷺ وخلفاء راشدین واحکام فقہ کے خلاف نکلی ہو وہی نئی بات ہے اسی سے بچنا چاہیے نہ کہ سنت وحکم حدیث وفقہ سے''۔

(احکام شریعت ص ۱۷۲ حصہ دوم از اعلیٰ حضرت)

بدعت اور سنت میں شک ہو۔

جس کام کے بدعت اور سنت ہونے میں شک ہوا سے چھوڑ دیا جائے کیونکہ بدعت کو چھوڑ نا ضروری ہے۔

(فتح القدیر ص ۴۵۵ ج اصباب سجود السہو)

حضرت مفتی محمود حسن قدس سرہ فرماتے ہیں جس چیز پر شریعت نے ثواب نہ بتایا ہو اس کو ثواب سمجھ کر کرنا بدعت ہے۔

بدعت کی مذمت حدیث میں:

ا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بدعتی آدمی کا نہ روزہ قبول ہوتا ہے نہ نماز، نہ صدقہ، نہ حج، نہ عمرہ، نہ جہاد، نہ نفلی عبادت، نہ فرض عبادت (کچھ بھی قبول نہیں ہوتا) اور اسلام سے اس طرح نکل جاتا ہے جس طرح گوندھے ہوئے آٹے سے بال۔

(ابن ماجہ ص ٦)

اہل بدعت بدنصیب:

حضرت نبی کریم ﷺ نے سیدہ عائشہؓ کو فرمایا ''کہ بے شک وہ لوگ جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کیا اور گروہوں میں بٹ گئے یقیناً یہ لوگ اس امت کے بدعتی اور خواہش پرست ہیں۔

اے عائشہ بے شک ہر گناہ کرنے والے کے لیے توبہ کی توفیق ہے۔ لیکن اہل بدعت اور خواہش پرست کو توبہ کی توفیق نہیں ملتی اور میں ان سے بری ہوں اور وہ ہم سے بری ہیں۔

(تفسیر قرطبی ج ۷ ص ۱۵۰)

بدعتی کی تردید کرنا عبادت ہے:

حضرت نبی ﷺ نے فرمایا اس امت کے آخر میں کچھ لوگ آئیں گے جنہیں پہلے لوگ کے برابر اجر عطا ہوگا وہ بھلائی کا حکم کریں گے اور برائی سے منع کریں گے اور فتنہ باز لوگوں سے جنگ کریں گے۔

(مشکوۃ ج ۲ ص ۵۸۴)

حضرت ملا قاری فرماتے ہیں فتنہ باز لوگوں میں تمام بدعتی بھی داخل ہیں۔

(مرقاۃ ج ۱۱ ص ۴۶۹)

بدعتی کی موت پر شکرانہ:

حضرت بشر حافی ؒ نے ایک بدعتی کی موت پر یوں فرمایا "الحمد للہ الذی اماتہ" یعنی میں اس اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے اس کو موت دی اور لوگوں سے کہا تم بھی ایسا ہی کہا کرو

(تلبیس ابلیس ج ۲ ص ۱۶)

مروجہ محفل میلاد کا بانی:

علامہ سیوطی فرماتے ہیں سب سے پہلے جس نے محفل میلاد ربیع الاول میں خاص اہتمام کے ساتھ منائی وہ اربل کا بادشاہ مظفر ابوسعید تھا اس کی تائید میں اس دور کے بدعتی عالم شیخ ابو الخطاب بن دحیہ نے ایک کتاب لکھی جس پر بادشاہ نے اسے ایک ہزار دینار دیئے اور ہر سال محفل میلاد پر تین لاکھ دینار خرچ کیا جاتے تھے۔(جبکہ آج ایک دینار کی قیمت پانچ سو روپے ہے)۔

(الحاوی للسیوطی ج۱ص۱۸۲)

جشن میلاد کا بانی:

آنحضرت ﷺ کے یوم ولادت کو ایک مقدس ایک متبرک جشن کا دن قرار دینے اور آپ ﷺ کی سالگرہ منانے کی رسم بہت عرصے بعد شروع ہوئی۔

آنحضرت ﷺ کے جشن ولادت کے لیے نئی اور خاص رسوم وضع کی گئیں اس جشن مولد میلاد النبی ﷺ کو سب سے پہلے سلطان صلاح الدین ایوبی کے برادر نسبتی الملک مظفر الدین کوکبوری نے ۶۰۴ھ میں (مصر کے شہر) اربل میں منایا...... ہر زمانہ میں اس رسم کی مخالفت اربل کے تہوار کے ساتھ ہی شروع ہوگئی تھی۔

(اردو دائرہ معارف اسلامیہ ج۲۱ص۸۲۶)

اس لیے مشن نبوی ﷺ کو چھوڑ کر جشن میلاد اور جلوس میلاد نکالنے والے نہ سنی ہیں اور نہ ہی حنفی بلکہ بدعتی ہیں ان کی محافل میں شریک ہونا جلوس میں شرعا جائز نہیں ہے۔

عید میلاد النبی ﷺ کی شرعی حیثیت:

دین محمدی ﷺ میں اللہ کے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے مسلمانوں کو دو عیدین عطا ہوئی ہیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ شریعت اسلامیہ میں تیسری کوئی عید ثابت نہیں جس سے واضح معلوم ہوا کہ عید میلاد النبی ﷺ کہنا اور منانا بدعت ہے جیسا کہ آٹھویں صدی کے محدث علامہ شاطبیؒ بدعات کی مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بارہ ربیع الاول کو شرعی عیدوں یعنی (عید الفطر اور عید الاضحیٰ) کی طرح عید منانا کہ نبی ﷺ کی اس میں ولادت ہوئی ہے یہ بدعت ہے۔

(الاعتصام ج۲ص۵۵)

شریعت اسلامیہ میں عید کی تعریف یہ ہے

"ان کل یوم شرع تعظیمه فیسمی عیدا- ویوم العید لا یصام"

(فتح الباری تحت الآیۃ الیوم اکملت لکم دینکم ...... کتاب التفسیر)

اس اعتبار سے عید الفطر اور عید الاضحیٰ ہی شرعی عیدیں قرار پاتی ہیں اسی پر تمام امت کا اجماع اور عمل ہے اس لیے بارہ ربیع الاول یا سال کا کوئی اور دن اپنی طرف سے مقرر کر کے بطور عید منانا جائز نہیں ہے۔

دین عقل کے تابع نہیں:

سیدنا علیؓ فرماتے ہیں کہ اگر دین عقل ہوتا تو موزہ کا نیچے کا حصہ مسح کے لیے زیادہ بہتر تھا حالانکہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو موزہ کے اوپر مسح کرتے دیکھا ہے۔

(مشکوۃ ج۱ ص۵۴)

معلوم ہوا دین میں عقل سے کسی چیز کا اضافہ کرنا درست نہیں ہے خواہ وہ عیدوں کی تعداد میں ہو یعنی دو عیدوں کے علاوہ تیسری عید منانا ہو شرعاً غلط ہے۔

محفل میلاد میں آمد رسول ﷺ کا عقیدہ:

انبیاء یا مشائخ خود حاضر ہوں تو درکنار اگر انکی ارواح کو بھی حاضر مانیں تو علماء حنفیہ نے فرمایا ہے کہ ایسا عقیدہ رکھنا کفر ہے۔

(فتاوی بزازیہ برعالمگیریہ ج۶ ص۳۲۶)

نیز اس عقیدہ سے درود شریف پہنچائے جانے والی تمام حدیثوں کا انکار لازم آتا ہے جبکہ تمام اہل حق کا عقیدہ ہے کہ آپ ﷺ قبر اطہر میں زندہ ہیں (اور قریب سے پڑھنے والے کا درود خود سنتے ہیں اور دور سے فرشتے آپ کو پہنچاتے ہیں)۔

(اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۶۱۳)

عید میلاد منانے والے کا شرعی حکم:

جو شخص اس بدعت کا مرتکب ہو شرعاً بدعتی ہے اور بدعتی کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے اس پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے اور جاء الحق کا مصنف بھی بدعتی امام کے پیچھے نماز مکروہ لکھتا ہے۔

(جاء الحق ج ۱ ص ۲۰۵)

نیز اگر بدعت فسق سے بڑھ کر حد کفر کو پہنچ جائے تو ایسے آدمی کے پیچھے نماز بالکل نہیں ہوتی (جیسا کہ آج کل بدعت کفر کی حد تک پہنچی ہوئی ہے۔

(النبراس شرح شرح العقائد ص ۳۲۶)

ربیع الاول میں جھنڈیاں وغیرہ لگانا:

۱: مساجد یا گھروں میں چراغاں کرنا جھنڈیاں لگانا اور دیگر فضولیات میں پیسہ لگانا شرعاً ناجائز ہے۔

(البحر الرائق ص ۲۳۲ ج ۵ کتاب الوقف)

بلکہ اس دن کو عام دنوں کی طرح گزارنا ہی سنت رسول ﷺ اور سنت خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین ہے اور ناجائز جگہ میں ایک روپیہ خرچ کرنے والا بھی بغیر توبہ کئے مر گیا تو جہنم میں شیطان کے ساتھ رہے گا

تفسیر قرطبی تحت الایۃ ان المبذرین کانوا اخوان الشیطن

(پارہ نمبر ۱۵)

دف یا ساز کے ساتھ نعت خوانی کا شرعی حکم:

رسمی شعراء نام نہاد عاشق رسول اور قوال عشق رسول ﷺ کی آڑ میں نعت خوانی اور درود وسلام جیسے مقدس عمل کو عبادت سے نکال کر بطور کاروبار ساز اور دف پر پڑھ کرنئی نسل کو گمراہ کرنے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں حالانکہ جن کو آج گمراہی کے راستہ پر لگا رہے ہیں۔کل رب ذوالجلال کی عدالت میں ان کو جواب بھی دینا ہوگا کسی صاحب خیر نے کہا ہے۔

کب تک رہے گی کتاب سادہ کبھی تو آغاز باب ہوگا
جنہوں نے نئ نسل بگاڑی کبھی تو ان کا حساب ہوگا

حرف دال پر زبر اور ف پر تشدید کے ساتھ معروف ساز کا نام ہے یعنی دف مگر دال کی پیش کے ساتھ پڑھنا زیادہ بہتر ہے یعنی دف نیز دف، طنبور ڈھولک کی جنس کے تمام ساز کا عام نام ہے، گو کبھی کبھی ایک خاص قسم کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، اس کا موجد تبل بن لمک تھا۔

(اردو دائرہ معارف اسلامیہ ج۹ص ۳۷۱)

ساز اور دف کی حدیث شریف سے ممانعت:

(۱) حدیث شریف میں ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

"امرني ربي بمحق المعارف والمزامير"

کہ مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے باجے اور گانے بجانے کے آلات مٹانے کا

(مشکوۃ شریف ج ۲ص ۳۱۸)

(۲) سیدنا علیؓ فرماتے ہیں کہ حضرت نبی ﷺ نے دف بجانے سے منع فرمایا ہے دیکھے حدیث شریف:

"ان رسول الله نهى عن ضرب الدف"

(کنز العمال جلد ۷ ص ۳۳۵)

(۳) سیدنا علی سے ہی منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ نے "دف" اور "بانسری" بجانے سے منع فرمایا ہے عبارت یہ ہے۔

"ان النبی ﷺ نھی عن ضرب الدف وصوت الزمارة"

(نیل الاوطار للعلامہ شوکانی)

تفسیر سے دف کی ممانعت قرآن کریم کی آیت:

"واستفزز من استطعت منھم بصوتک"

(پارہ ۱۵)

اللہ شیطان کے بارے میں فرمارہے ہیں کہ تو ان (آدم کے بیٹوں) میں سے جس پر قابو پائے اسے اپنی آواز کے ذریعہ (سیدھے راستے سے) ہٹا سکے تو ہٹالے۔

عظیم مفسر علامہ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں اس آیت کے تحت کہ حضرت مجاہد (حضرت علی کے شاگرد) نے فرمایا "شیطان کی آواز سے مراد گانے کی آواز اور بانسری ڈھول وغیرہ کی آواز ہے اور حضرت حسن نے فرمایا شیطانی آواز سے مراد دف کی آواز ہے، عبارت ہے۔

"قال مجاھدؒ صوت الغناء والمزامیر وقال الحسن الدف"

(الاکلیل فی استنباط التنزیل ص ۱۴۴)

فقہ سے دف کی حرمت:

فتاوی شامی میں علامہ شامی حنفی فرماتے ہیں کہ دف بجنے کی آواز اور بانسری وغیرہ کی آواز کی طرف کان لگانا سننا وغیرہ حرام ہے اگر اچانک دف وغیرہ کی آواز سنائی دے تو معاف ہے لیکن نہ سننے کی کوشش کرنا واجب ہے۔

"واستماع ضرب الدف والمز مارو غیر ذالک حرام ان سمع بغتة یکون معذ وز ویحب ان یحتهد ان لا یسمع"

(کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع جلد۵ص ۳۴۸)

(۲) دف وغیرہ پر نعت نبی ﷺ پڑھنا کفر کے قریب ہے عبارت یہ ہے

"من قراء القران علی ضرب الدف..........یکفر.......... ویقرب منه نعت المصطفی ﷺ"

(شرح فقہ اکبر، صفحہ ۱۶۷، فصل فی القراۃ)

(۳) قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ فرماتے ہیں گانے بجانے کے آلات نقارے باجے اور دف وغیرہ باتفاق علماء امت حرام ہیں۔

(مالابد منہ ص ۱۳۴)

(۴) علامہ عبدالحیٔ لکھنویؒ فرماتے ہیں گانا اور تالیاں بجانا اور طنبور بربط (باجوں کے نام ہیں) اور دف اور اس کے مشابہہ دوسرے گانے کے آلات حرام ہیں۔

(مجموعۃ الفتاوی ص ۳۸۴ ج ۲ ص کتاب الحظر ولاباحۃ)

(۵) دف اور اس کے مشابہہ گانے کے آلات حرام ہیں۔

(فتاوی عزیزیہ ص ۲۱۸ میوب م۔ ایچ ایم سعید)

مشہور فقیہ حضرت ابراہیم نخعی اور دف:

(۶) حضرت ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں ہم گلیوں میں تلاش کر کے بچوں کے ہاتھوں سے دف چھین لیتے اور پھاڑ دیتے عبارت یہ ہے۔

"کنا نتتبع الازقة نخرق الدفوف من ایدی الصبیان"

(الامر بالمعروف والنھی عن المنکر للعلامہ ابوبکر احمد، ۱۴۸)

خلاصۃ الکلام: مذکورہ عبارت سے واضح ہورہا ہے کہ نعتیں نظمیں قصیدے درود سلام اور غزلیں ترانے وغیرہ ساز کے ساتھ اور دف وغیرہ کے ساتھ پڑھنا حرام ہیں اسی طرح ایسی مجالس میں شریک ہوں اور ایسی کیسٹیں بیچنا خریدنا ار گھروں دکانوں میں گاڑیوں وغیرہ میں سننا بھی شرعاً ناجائز ہے اگر عبادت سمجھ کر ایسی محفل یا کیسٹ سنی جائے تو کفر کے قریب گناہ ہوگا اور دف ساز کے ساتھ نعتیں پڑھ کر کمائی کرنا بھی حرام ہے بلکہ بے ادبی گستاخی کی وجہ سے پڑھنے اور سننے والے کے کافر ہوتے کا اندیشہ ہے۔

نعتیہ کلام میں دف والی حدیث کا جواب:

حضرت علامہ شیخ احمد رومی حنفی لکھتے ہیں کہ حضرت قاضی ضیاء الدین سنافی (جو خواجہ نظام الدین اولیا کے ہمعصر ہیں نے اپنی کتاب نصاب الاحتساب میں ذکر فرمایا ہے کہ حدیث (جو نبی کے مدینہ آمد مبارک پر انصار کی بچیوں نے دف بجا کر استقبالیہ ترانے پڑھے تھے) امت میں متروک ہے اور اس پر عمل نہیں کیا گیا اللہ کے اس ارشاد گرامی کی وجہ سے "" ومن الناس من یشتری لھوالحدیث" کہ لوگوں میں بعض لوگ وہ ہیں جو اختیار کرتے ہیں لہویات کو یعنی گانا اور گانے بجانے کے آلات کو...... چنانچہ قاضی صاحب نے دف کو گانے بجانے کے آلات میں شمار فرما کر آیت قرآنی کی وجہ سے دف کو حرام قرار دیا ہے مکمل عبارت کے لیے مجالس الابرار مجلس نمبر ۳۵ کا مطالعہ فرمائیں۔

(فقط واللہ الحق وھو یھدی الی الحق)

محافل میں ویڈیو فلم کی تصویر کا شرعی حکم:

نوٹ: ویڈیو کا حکم شرعی سمجھے سے پہلے ٹیلوثن کا حکم معلوم کرنا ضروری ہے ملاحظہ ہو۔

ا۔ ٹی وی آلات لہو میں سے ہے اور زبردست فحاسی اور عریانی پھیلانے کا مغربی

خلاصہ الفتاوی

"لو امسک فی بیتہ شیئا من المعازف والملاھی کرہ ویاثم وان کان لا یستعملھا"

(ص ۳۸۸، جلد ۴، کتاب لکراھیۃ)

لہذا ٹی۔ وی دیکھنے والا رکھنے والا بیچنے والا فاسق ہے اور ایسے امام کے پیچھے فرائض اور تراویح کی نماز مکروہ تحریمی ہے نیز جو موزن ٹیلی ویژن دیکھنے والا ہو اس کی اذان اور تکبیر بھی مکروہ تحریمی ہے انتظامیہ مسجد کی ذمہ داری ہے کہ ایسے امام اور موذن کو توبہ پر مجبور کریں اگر توبہ نہ کریں تو برطرف کرنا واجب ہے صالح امام اور موذن کا تقرر کریں۔

(احسن الفتاوی جلد ۳، ص ۲۸ و فتاوی رحیمیہ جلد ۴ ص ۹۴ مبوب جدید)

خلاصہ کلام: یہ کہ مذکورہ بلا عبارات سے معلوم ہو کہ تمام مسلمانوں کو اپنے ایمان وعمل کی سلامتی چاہنے کے لیے ضروی ہے کہ اپنے آپ کو اور معاشرہ کو تمام منکرات اور بے حیائی کے پروگراموں اور شک میں ڈالنے والی چیزوں سے بچائے اور ایسی محفلوں اور تقریبات میں عوام وخواص کیلیے شرکت کی شرعا گنجائش معلوم نہیں ہوتی خواہ وہ محفل حمد ونعت حسن قرات ہو جس میں ویڈیو فلم وغیرہ بنائی جاتی ہو یا کوئی عام محفل ہو ہر حال میں بچنا ضروی ہے بعد میں بھی باتصویر سیڈیز کا بیچنا اور خریدنا اوران استعمال شرعا ناجائز ہے لہذا تمام مسائل جمہور علماء اہلسنت والجماعت کی پیروی کو لازم سمجھیں اور ان کے خلاف کہنے والے کی پرواہ نہ کریں۔

اس پر فتن دور میں درج دعا کو کثرت سے پڑھنا چاہیے

اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ

عرض حال

مولانا محمد حماد نقشبندی مدظلہ

ایک تخیل:

﴿روضہ اقدس ﷺ کے سامنے کھڑے ہو کر اس مہینے کی مناسبت سے ایک عرض﴾

یاصاحب الجمال ویاسید البشر
من وجھک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہ
بعد از خدا بزرگ توہی قصہ مختصر

یاصاحب الجمال! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان!
اے میرے پیارے آقا! میں قربان جاؤ آپ کی اک اک ادا پر، آپ کی اک اک ادا کے ذکر پر۔

یاسید البشر! کاش! آپ کے سامنے ساری زندگی اسی طرح کھڑا ہو کر آپ پر صلوۃ وسلام پڑھتا رہوں۔ کیسا برکت والا وہ مہینہ ہے جب میرے آقا ﷺ! آپ تشریف لائے۔

مگر میرے پیارے آقا ﷺ! آج کچھ لوگ آپ کے عشق کے نام پر آپ کے دین میں

بدعات پھیلا رہے ہیں۔

اے میرے محبوب ﷺ! آپ ﷺ کی ولادت کا دن آپکے اعلان نبوت کے بعد ۲۳ مرتبہ آیا۔ مگر اے آقا ﷺ! نہ آپ کے یاروں نے منایا نہ آپ کے پیارے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے منایا۔

مگر اے آقا ﷺ آج ....

اے بدرالدجی! آپ ﷺ تو امت کو دو عیدیں بتا کر گئے مگر آج کچھ لوگوں نے آپ ﷺ کے بتلانے کو ناکافی سمجھے ہوئے جانے تیسری عید کہاں سے بنالی۔ نہ صرف عید بلکہ اس تیسری عید کی نماز بھی فیا اسفاہ ! اے آقا ﷺ! کیسی بے دردی سے آپ ﷺ کے لائے ہوئے دین کو بدلا جارہا ہے۔

اے میرے آقا ﷺ! آپکی ولادت کا جشن آپکے یار غار آپ کے سچے اور سب سے بڑے عاشق رضی اللہ عنہ نے تو نہیں منایا مگر یہ آج نہ جانے کیسے عاشق آگئے جو کہتے ہیں کہ جو جلوس اور جشن نہ منائے وہ آپ ﷺ کا گستاخ۔ اے میرے آقا ﷺ یہ کیسی اندھیر نگری ہو گئی۔

اے میرے پیارے آقا ﷺ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان! اے آقا ﷺ آپ ﷺ نے فرمایا اور سچ فرمایا،

(مفہوم) آپ ﷺ کے بعد جو لوگ دین میں نئی باتیں ایجاد کرلیں گے ان کا آپ ﷺ سے کوئی تعلق نہیں۔

یا سیدی و مرشدی ﷺ!

میں آپ کا بننا چاہتا ہوں صرف آپ کا ہونا چاہتا ہوں

اے میرے دل و جان کے قرار! میں اگر اس مہینے میں جشن عید میلاد مناؤ تو آپ

نے بتلا دیا نئی باتیں دین میں پیدا کرنے والوں سے قیامت کے دن آپ ﷺ فرمائیں گے"دور ہو جاؤ مجھ سے"...... "دور ہو جاؤ مجھ سے"......

اے میرے آقا ﷺ! میں آپ کے فرمان پر قربان، آپ جب یہ فرمائیں تو اے میرے محبوب! میں کیوں یہ خود ساختہ عید مناؤں..............؟؟؟

اے میرے آقا ﷺ میں تو آپ کا ذکر مبارک ہر روز کروں، ہر صبح کروں، ہر شام کروں میں کیوں سال میں ایک بار جلوس نکال کر مطمئن ہو جاؤں؟ اے میرے آقا یہ ربیع الاول میں کیسا جوش محبت ہے؟

اے میرے آنکھوں کی ٹھنڈک! آپ ﷺ نے تو فرمایا تھا کہ میری قبر کو میلہ اور عید نہ بنانا مگر اے کریم آقا ﷺ آج اس امت کو جانے کیا ہو گیا کہ جگہ جگہ پہ روضہ مبارک کی شبیہہ بنا کر کہیں طواف کر رہے ہیں، کہیں پہاڑیاں بنا کر چندہ جمع کر رہے ہیں اور چہرے پر داڑھی نہیں یہ کیسا عشق ہے جو پہاڑیاں بنا کر شبیہہ بنا کر ان کے گرد بت کھڑے کر رہا ہے۔

اے آقا ﷺ یہ تو ویسی ہی محبت بنتی جا رہی ہے جیسے عیسائیوں نے حضرت عیسیٰؑ سے کی تھی کہ ان کو خدا کا بیٹا بنا دیا۔

اے میرے پیارے آقا ﷺ! آپ ﷺ پر کڑوڑوں درود و سلام مگر میرے آقا ﷺ! آج یہ کیسے لوگ پیدا ہو گئے، جو آپ ﷺ کے سکھائے ہوئے درود کو نماز کے علاوہ پڑھنا گناہ بناتے ہیں۔

اے میرے پیارے آقا ﷺ!

علاوہ پڑھنا گناہ بناتے ہیں۔ اے میرے پیارے آقاﷺ!

میں آپ کے نعلین مبارک پر قربان یا رسول اللہﷺ مگر اے آقاﷺ! آج جانے کیسے لوگ آ گئے جو آپﷺ پر نازل کردہ قرآن کی آیتیں آپ کے نعلین مبارک کے نقش پر لکھ رہے ہیں۔

اے آقاﷺ! آپ کے پیارے صحابہؓ نے تو کبھی آپﷺ کے نعلین مبارک کے جھنڈے بنا کر نہیں لگائے۔ اے پیارے آقاﷺ! آپﷺ کی سنت تو عمل کرنے کے لیے ہے جھنڈے لگانے کے لیے تو نہیں۔ آپﷺ پر میرے ماں باپ قربان اے آقاﷺ! یہ کیسے لوگ ہیں جو آپ کی سنتوں کا حلیہ بگاڑ رہے ہیں۔

آج یہ آپﷺ کا یہ ادنی غلام عہد کرتا ہے کہ آپ ﷺ کی صحیح سنتیں پھیلا کر ان خود ساختہ بدعات کا مقابلہ کرنے میں اپنا تن من دھن لگائے گا۔

اے میرے آقاﷺ! مجھے قیامت کے دن اپنی شفاعت سے محروم مت رکھنا میرا تو آسرا فقط یہی ہے۔

اے میرے آقاﷺ! میرے حق میں اللہ سے دعا کیجئے کہ اللہ مجھے آپﷺ کی سنتوں کے دشمنوں کی پھیلائی ہوئی خود ساختہ بدعات کو مٹانے کی توفیق دے۔

اے میرے پیارے آقاﷺ!

اے میرے پیارے محبوبﷺ!

اے میری آنکھوں کی ٹھنڈکﷺ

آپ ﷺ پر کروڑوں کروڑوں درود وسلام ہو

جزی اللہ عنا سیدنا محمد ماھو اھلہ

اللھم صل علی سیدنا محمد ن النبی الامی وعلی الہ وسلم تسلیما.

قسط نمبر۲

اصلی حنفیت

شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ

مجلس میلاد:

اگر آنحضرت ﷺ (فداہ ابی وامی) کی ولادت باسعادت کا ذکر خیر اور آپ کے وجود مسعود کی برکات کا ذکر کیا جائے۔ سنانے والا عالم ہو۔ سننے والے اتباع واخلاق نبوی ﷺ کا ولولہ اور تڑپ دل میں رکھتے ہوں، تاریخ کی تعیین نہ کی جائے (یعنی محفل، تاریخ ولادت کی تخصیص کے بغیر ہو) تو ایسی مجلس ہر طرح سے مبارک، رحمت الٰہیہ کے نزول کا باعث ہوگی، لیکن موجودہ مجالس میلاد میں بہت سی چیزیں خلاف شرع ہیں۔ اس لیے معیوب ہیں۔ مثلاً بہت سے چراغ جلانا اسراف ہے، جو نص قطعی سے حرام ہے۔ یا بے دینوں، بے نمازوں، داڑھی منڈوں سے نعتیں پڑھوانا، جن کے دل میں خود رسول ﷺ کے اتباع کا شوق نہیں۔ ایسے بے دین اور مجلس میلاد النبی ﷺ کا بناؤ سنگار! افسوس صد افسوس! اے مسلمانو! تم نے اللہ کے دین کو کھیل اور تماشہ بنا رکھا ہے، اور حنفی فقہ کی بھی پرواہ نہیں کی۔

ردالمختار شامی، جو ہمارے ہاں فقہ حنفی میں مسلم ہے، اس میں (جلد دوم ۱۳۲ مطبوعہ مطبع میمنیہ) پر لکھا ہے

" اما لو نذر زيتا لا يقاد قنديل فوق ضريح الشيخ اوفی المنارة كما يفعل النساء من نذر الزيت لسيدی عبدالقادر ويوقد فی المنارة جهة المشرق فهو باطل واقبح منه النذر بقراة المولد فی المنابر مع الشتماله على الغناء واللعب وايهاب ثواب ذالک الى حضرة المصطفى صلى الله عليه وسلم"

ترجمہ: اگر شیخ کے مزار پر فانوس میں تیل جلانے یا مینار میں جلانے کی نذر کی، جس طرح ہمارے ہاں سید عبدالقادر جیلانیؒ کے لیے تیل جلانے کی عورتیں نذر کیا کرتی ہیں اور وہ چراغ مشرق کی جانب مینار پر جلایا جاتا ہے، پس یہ باطل ہے۔ اور اس سے بھی زیادہ بری یہ بات ہے کہ گانے اور کھیل کے ساتھ ممبروں پر مولد پڑھنے کی نذر کی جائے، اور اس کا ثواب رسول علیہ کو پہنچایا جائے۔

سبق:

خدا کے بندو! دیکھ لو، ہمارے بزرگوں کا ارشاد ہے کہ گانے اور کھیل کے ساتھ مولد شریف پڑھنا ناجائز ہے۔

حالانکہ تمہاری موجودہ مجالس میلاد گانے والوں کے سوا سجتی ہی نہیں، خواہ وہ نعت خواں ڈاڑھی منڈے اور بے دین ہی کیوں نہ ہوں۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں یہی دین سکھایا تھا افسوس صد افسوس۔

باقی رہا مسئلہ قیام، تو یہ ۶۰۴ھ کی ایجاد ہے۔ عمر بن محمد موصلی، جو عراق عرب کا رہنے والا تھا، اس نے یہ رسم ایجاد کی تھی۔ تاریخ ابن خلکان میں اس کا قصہ مذکور ہے۔

میت کو ثواب پہنچانا:

مردوں کو ہر طرح سے ثواب پہنچانے کے ہم مخالف نہیں ہیں۔ اگر مال حلال کا ہو، دینے والے کی نیت محض خدا کے واسطے کی ہو، لوگوں سے واہ واہ اور شاباش لینا مقصود نہ ہو، وہ مصارف کفن ودفن، اداء قرضہ، اجراء وصیت، تقسیم میراث کے بعد اپنے حصے میں سے دے، ان شرطوں کو ملحوظ رکھنے کے بعد دینا۔ مساکین کو دے کر اس عمل صالح کا ثواب میت کی روح کو پہنچانے میں کوئی حرج نہیں، بلکہ موجب ثواب ہے اور جائز ہے۔ لیکن جس طرح آج کل آپ عموماً میت کو ثواب پہنچاتے ہیں، نہ قرضہ ادا کیا جاتا ہے، نہ وارثوں مثلاً بہنوں وغیرہ کو حصہ دیا جاتا ہے، خیراتیں پہلے شروع کر دی جاتی ہیں، وارثوں میں اگر کوئی یتیم بچہ بھی ہو، تو بھی نہ خیرات دینے والے اس کی پرواہ کرتے ہیں نہ لینے والے پرواہ کرتے ہیں، کہ یہ یتیم کا مال ہے اور حرام ہے، بلکہ آنکھیں بند کر کے لے جاتے ہیں۔ اس طرح سے خیرات ہی ناجائز ہے۔ چہ جائیکہ میت کو اس سے کچھ فائدہ ہو۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دھلویؒ، کا فتوی حضرت مولانا عبدالحیؒ کے فتاوے جلد سوم ص ۶۸ مطبوعہ مطبع شوکت اسلام، پر منقول ہے۔ وہ مندرجہ ذیل ہے:

سوال: روز سوم یا پنجم مردم بطلب یا بلا طلب جمع میشوند و چند ختم کلام مجید می خوانند۔ بعضے آہستہ وبعضے بآواز بلند و در پیالہ خوشبوی ءگل می اندازند و دیگر خصوصیات ورسوم بعمل می آرند۔ چہ حکم دارد؟

ترجمہ: تیسرے یا پانچویں، دن لوگ بلائے یا بن بلائے جمع ہو جاتے ہیں، اور ختم قرآن مجید کرتے ہیں، بعض لوگ آہستہ اور بعض بلند آواز سے پڑھتے ہیں اور پیالے میں پھولوں کی خوشبو ڈال دیتے ہیں اور بھی کچھ رسمیں ادا کرتے ہیں، ان کے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب: مقرر کردن روز سوم وغیرہ بالتخصیص واو را ضروری انگاشتن در شریعت محمدیہ ثابت نیست۔ صاحب نصاب الاحتساب آن را مکروہ نوشتہ۔ رسم و راہ تخصیص بگذارند و ہر روز یکہ

خواہند ثواب بروح میت بر مانند۔

ترجمہ: خاص کر تیسرے یا کسی اور دن کا مقرر کرنا اور اس کو ضروری سمجھنا، شریعت محمدیہ میں اس کا ثبوت نہیں ہے۔ نصاب الاحتساب والے نے ان باتوں کو مکروہ لکھا ہے، خاص دنوں کا بطور رسم کے مقرر کرنا چھوڑ دیں اور جس دن چاہیں میت کی روح کو ثواب پہنچا دیں۔ اسی کے صفحہ ۶۸ پر ایک دوسرا سوال اور جواب ملاحظہ ہو۔

سوال: فاتحہ مروجہ حال یعنی طعام رارو برونہادہ دست برداشتہ چیزے خواندن چہ حکم دار؟

ترجمہ: اس زمانہ کی مروجہ فاتحہ یعنی کھانے کا سامنے رکھ کر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایں طور مخصوص نہ درزمان آنحضرت ﷺ بودنہ درزمان خلفاء بلکہ وجود در آن قرون ثلاثہ کہ مشہود لھابالخیر اند منقول نشدہ۔

ترجمہ: یہ خاص طریقہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں نہ تھا اور خلفاء راشدینؓ کے زمانہ میں بھی نہ تھا بلکہ وہ تین زمانے (رسول ﷺ کا صحابہ کرامؓ کا تابعینؒ کا) جن کی نیکی کے متعلق رسول ﷺ کی طرف سے خبر دی گئی ہے کہ وہ اچھے ہیں ان تینوں مبارک زمانوں میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

سابقہ فتوں کا حاصل:

۱: موجودہ زمانے کی مروجہ رسمیں یعنی تیجا، چالیسواں وغیرہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ثابت نہیں ہیں اور نہ خلفاء راشدینؓ کے زمانہ میں پائی گئیں اور ائمہ اربعہ امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ کے زمانہ مبارک میں بھی ان کی کوئی اصلیت نہیں ملتی۔

۲: اگر چہ بعض بدعتی نام نہاد حنفی ان کے قائل بھی ہیں لیکن سچے حنفی علماء ان کے مخالف ہیں اور چونکہ امام صاحب کے مذہب سے ان چیزوں کو کوئی تعلق نہیں ہے اس لئے

ان مروجہ رسموں کے خلاف کرنے والے کو پکا مقلد اور متبع امام ابو حنیفہؒ کہا جائے گا۔
فتاوی بزازیہ میں ہے کہ میت کے لیے پہلے دن یا تیسرے دن یا ہفتے کے بعد کھانا پکانا مکروہ ہے اور موسموں میں قبر کی طرف کھانا اٹھا کر لے جانا بھی مکروہ ہے، میت کے لیے قرآن پڑھنے کے لیے دعوت دینا بھی مکروہ ہے، قرآن شریف کے ختم پڑھنے یا سورۃ انعام یا سورۃ اخلاص کے پڑھنے کے لیے صالحین اور پڑھنے والوں کو جمع کرنا بھی مکروہ ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ قرآن شریف پڑھنے کے لیے کھانا پکانا مکروہ ہے اور اسی بزازیہ میں ہے کہ "کتاب الاستحسان میں ہے کہ اگر محض مسکینوں کا کھانا کھلانے کے لئے پکایا جائے تو اچھا ہے اور معراج میں اس کی بہت لمبی بحث ہے، اور فرمایا ہے کہ یہ سارے کام چونکہ دکھاوے اور سنانے کے لیے کیے جاتے ہیں، اس لیے ان سب سے بچنا چاہیے کیونکہ ان لوگوں کو ان کاموں میں اللہ کی رضا مطلوب نہیں ہوتی۔

قارئین سے ایک سوال

خواجہ فرید کا رتبہ حضرت عیسیٰؑ سے بلند؟؟؟

لاکھوں جلائے آپ نے ٹھوکر کے زور
اٹھتا نہیں مسیح سے مارا فرید کا

(دیوان محمدی ص ۱۲۳)

نوٹ: (دیوان محمدی محدود تعداد میں میسر ہے)

۹

مروجہ محفل میلاد اور بریلوی علماء

مولانا ابوایوب جھنگ

برادران اہل السنّت والجماعت:

میرے سامنے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا رسالہ ''نطق الہلال'' موجود ہے۔ جو سنی رضوی کتب خانہ فیصل آباد سے شائع ہوا ہے، جس کے صفحہ نمبر ۱۲ پر لکھا ہے۔ اکثر محدثین اور مورخین کے نزدیک تاریخ ولادت آٹھ ربیع الاول ہے۔ اسی پر اہل زیچ نے اجماع کیا ہے، ابن حزم اور حمیدی نے اسی کو مختار کہا ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے یہی روایت کیا ہے۔ انتھیٰ کلامہ

ادھر میں زمانہ حال کے بریلویوں کو دیکھتا ہوں، کہ کس قدر بے دردی سے اپنے امام کی مخالفت کرتے ہوئے مروجہ عید میلاد ۱۲ ربیع الاول کو مانتے ہیں اگر اپنے امام کی نہیں مانتے تو سیدنا عبدالقادر جیلانی ؒ کی ہی مان لیتے کہ انہوں نے آپ ﷺ کی تاریخ ولادت ۱۰ محرم الحرام لکھی ہے۔

(بحث فضائل وغیرھا عاشورہ غنیۃ الطالبین)

اور حضرت جیلانی نے خود اپنی زندگی مبارکہ میں مروجہ عید میلاد کے نام سے کچھ

بھی نہیں کیا۔ اور ادھر ہمیں یہ کہا جاتا ہے،

''حضرت جیلانیؒ کے ارشادات کے خلاف کرنا دین میں زہر قاتل ہے''۔

(فتاوی رضویہ قدیم ج ۳ ص ۵۲۳)

اگر یہ بات درست ہے، تو کم از کم تمہارا دین خراب ہوا، کہ تم نے شیخ کے قول وفعل پر عمل نہ کیا۔ اور ہمیں تو یہ بھی سناتے ہو

کہ ان کی آنکھ لوح محفوظ پر لگی ہوئی ہے یعنی لوح محفوظ ان کے پیش نظر ہے اور وہ سب پر حجت الہی ہیں۔

(الامن والعلی ص ۱۴۸)

لیکن کرتے ان کے قول وفعل کے خلاف ہو یا یہ باتیں جھوٹی ہیں، یا خدانخواستہ ان کا عمل اور فرمان غلط ہے۔ بہر حال، اگر ان کی بھی تم نے نہ مانی تو صحابہ کرامؓ کی ہی مان لیتے۔ جو حقیقی اہل السنّت ہیں اور اویسی صاحب لکھتے ہیں:

''اہل السنّت والجماعت جو کہ نجات پانے والی جماعت ہے، کی پیروی کے بغیر نجات کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اگر بال برابر بھی ان کی مخالفت ہوئی تو خطرہ ہی خطرہ ہے اور یہ بات کشف صحیح سے بھی یقین کے درجہ تک پہنچ چکی ہے''

(عقائد اھلسنت ص ۷)

تو کیا یہ مروجہ عید میلاد ان پاک نفوس نے کی؟ اگر نہیں کی تو تم نے شروع کر کے خطرہ ہی مول لیا ہے۔ بقول اویسی، اگر تم نے صحابہ کی بھی نہ مانی تو نبی پاک ﷺ کی ہی مان لیتے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں ''علیکم بسنتی''، یعنی میری سنت کو لازم پکڑو۔

سنت کے مفہوم میں جیسے یہ داخل ہے کہ جو کام آپ ﷺ نے امت کو کر کے دکھائے اور امت نے کیے۔ ویسے وہ بھی داخل ہیں جن کو نبی پاک ﷺ نے نہیں کیا ان کو نہ

کیا جائے ۔تو آپ ﷺ نے مروجہ عید میلاد نہیں منائی تو ہمیں بھی نہیں منانی چاہیے۔ اگر شومئی قسمت سے تم نے نبی پاک ﷺ کے دامن مبارک کو چھوڑ دیا تو جس نے تمہیں پیدا کیا اس خدا کو ہی مان کر اس کی بات کو مان لیتے وہ فرماتا ہے۔

"ایمان والو راعنا نہ کہو انظرنا کہو"

اس سے ایک اصول معلوم ہوا جس کو سعیدی صاحب اور دیگر تمہارے اکابرین نے لکھا ہے اگر کسی صحیح کام سے کسی بڑی برائی کا رستہ نکلتا ہو تو اس بڑی برائی کے سد باب کے لیے اس صحیح کام کو ترک کر دیا جائے گا۔

آ گے لکھتے ہیں جس لفظ میں توہین کا معنی نکلتا ہو اس لفظ کو نبی ﷺ کی جناب میں استعمال کرنا ناجائز ہے۔

(تبیان القرآن ج ۱ ص ۴۷۴)

مفتی احمد یار نعیمی لکھتے ہیں۔

خلاصہ تفسیر اے ایمان والو! تم ہمارے نبی ﷺ سے نیک نیتی اور صفائی دل کے ساتھ لفظ راعنا بول دیتے ہو جس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ حضور ﷺ ہم نے یہ بات نہ سنی ہم پر نظر کرم فرمائیں اور دوبارہ فرمادیں مگر تمہارے اس لفظ کے خراب معنیٰ بھی ہیں اور اس سے دشمنوں کا بے ادبی اور گستاخی کا موقعہ مل جاتا ہے لہذا تم اچھی نیت سے بھی بولنا چھوڑ دو تا کہ گستاخی کا دروازہ بند ہو جائے۔

(تفسیر نعیمی ج ۱ ص ۵۳۶)

قارئین کرام ، یہی حال عید میلاد النبی ﷺ کا ہے۔انگریز کے دور تک ۱۲ ربیع الاول سرکاری کاغذات میں بھی ۱۲ وفات سے مشہور تھی۔ اس دور میں ایک بریلوی ملاں جناب نور بخش توکلی صاحب کی کوشش سے ۱۲ وفات کی بجائے ،۱۲ میلاد منظور ہوئی دیکھیے :

(تذکرہ اکابر اہلسنت تحت ذکر نور بخش توکلی)

انگریز جو دشمن ہیں ہم سب کے اور ہمارے نبی محترم ﷺ کے انہوں نے بخوشی کیوں اس کو بدل دیا اس کی وجہ یہی سمجھ آتی ہے کہ مسلمان اپنے نبی کی وفات پہ خوشی منائیں گے اور ہمارا مقصد پورا ہو جائیگا۔

اب آپ دیکھیں کہ جو اصول ان بریلویوں کے ہیں ان کی روشنی میں اس عید میلاد کی بند ہو جانا چاہیے شاید کوئی کہے کہ وفات ۱۲ ربیع الاول کو نہیں ہے تو ہم جواباً عرض کریں گے ۱۲ کو وفات اعلیٰ حضرت نے بھی مانی ہے اور دیگر حضرات نے بھی ملاحظہ فرمائیں

ملفوظات ،عرفان شریعت، تحقیق الحق، نطق الہلال ،فتاوی رضویہ ج ۱۲ وغیرھا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں:

''تعظیم اسی میں ہے کہ جس بات سے منع کیا جائے وہ پھر نہ کی جائے اگر چہ دل نہ مانے''

(ملفوظات حصہ ۴ ص ۴۰۸)

تو جب تمہارے اصول کی روشنی میں مروجہ میلاد ممنوع ٹھری تو سرکار کی تعظیم اسی میں ہے کہ اس سے بچنا چاہیے نہ کرنا چاہیے۔

اور اتنی بات تو نور بخش توکلی کے ہاں مسلم ہے کہ صحیح میلاد قلیل و نادر ہیں

(وسائل میلاد مصطفےٰ ﷺ ص ۱۵۸)

اور لوگ جو ۱۲ کو وفات ماننے کے باوجود بھی مناتے ہیں وہ دیکھیں کہ علامہ داودی نے علامہ شمس بن محمد جزری سے نقل کیا ہے کہ عید کا معاملہ شریعت کے سپرد ہے جس دن یا رات کو شریعت عید قرار دے دے وہ عید ہے ورنہ نہیں ہم امت محمدیہ کے لیے شریعت نے دو دنوں (عید الفطر، عید الاضحیٰ) کو عید قرار دیا ہے

اس لیے عیدیں یہی دو دن ہیں یا اس لیے آپکی ولادت باسعادت کے دن کو عید

(رسائل میلاد مصطفے :ص ۱۲۷)

یہ لکھنے والے سید احمد مشقی ہیں جو کہہ رہے ہیں کہ یہ بات مجھے اچھی لگی۔

القصہ:

مروجہ محفل میلاد کو کبھی تو اہل بدعت میلاد کہتے ہیں جیسے اعلی حضرت نے الامن والعلی ص ۱۰۶ پر اور سعیدی نے تبیان القرآن ج اص ۳۳۱ پر لکھا ہے

اور کبھی اس کو امور مستحبہ اور اعمال محمود (مستحب) سے مانتے ہیں

(انوار رضا ص ۱۵۵)

جمال کرم ضیائے حرم کا اعلی حضرت نمبر وغیرھا اور کبھی اس کو کہا جاتا ہے کہ حضور ﷺ نے اپنا میلا شریف خود بیان فرمایا ہے۔

(خزائن العرفان ص ۳۰)

یعنی اس کو سنت بنانے کی کوشش کی جارہی ہے قارئین کرام انہوں آج تک بریلوی یہ طے نہیں کر سکے کہ مباح ہے یا مستحب یا سنت اگر آپ کے امام احمد رضا خان کی ہی مان لیجئے کہ مباح ہے تو انہوں نے احکام شریعت حصہ سوم ص ۲۸۵ پر حقہ کو اباحت کے اصول سے حلال قرار دیا ہے یعنی حقہ کی بھی مباح قرار دیا ہے تو کیا ان دونوں مباحوں سے مباح ولا ایک سا سلوک کیا جاتا ہے ہر گز نہیں۔

بلکہ اس مروجہ میلا د کو تو واجب ولازم سمجھا جانے لگا ہے حالانکہ قانون شرعی مباح کے متعلق جس کو سعید صاحب نے نقل کیا ہے وہ یہ ہے کہ فرض وواجب اعتقاد نہ کیا جائے نہ ان کے ساتھ فرض وواجب کا معاملہ کیا جائے ان کاموں کو لازم سمجھا جائے نہ ان کے نہ کرنے والوں پر ملاوت کی جائے اور ان پر طنز و تشنیع کی جائے جب کسی مباح کام کو فرض وواجب کا درجہ دے دیا جاتا ہے تو وھیں سے بدعت کو دوروازہ کھلتا ہے۔

(تبیان القران ج اص ۳۳۱)

ہماری تحقیق کے مطابق بریلویوں نے مروجہ عید میلاد کو واجب و لازم کی حد تک سمجھ لیا ہے اس کے لیے قرآن وسنت سے دلائل اکھٹے کیے جانے لگے ہیں۔

(۲) حقہ بھی مباح ہے اور اس کو بھی مباح کہو اب فرق کو دیکھ لو۔

(۳) عید میلاد کے جلوسوں میں لڑائیاں بھی ہو جاتیں ہیں مثلاً نوائے وقت ملتان ص۳، ۲۴ اپریل ۲۰۰۵ء پر خبر چھپی تھی کہ:

۱۔ آتش بازی کے تنازعہ پر باراتیوں کا جلوس والوں سے جھگڑا

۲۔ جلوس کے راستے سے ترپالیں نہ ہٹانے پر جیولر مالکان سے ہاتھاپائی

۳۔ خانیوال میں ۲ مذہبی گروھوں میں کشیدگی ۳ پولیس اہلکاروں کا محاصرہ۔

۴۔ عید میلاد النبی ﷺ کے جلوسوں میں لڑائی جھگڑے متعدد زخمی

آپ ہی بتائیں کہ رضاخانی کبھی حقے پر لوگوں سے جھگڑتے ہیں نہ اس کی اشاعت وتشہیر واشتہار بازی و جلوس نکاتے ہیں حالانکہ ہے وہ بھی مباح تو معلوم ہوا کہ مباح کہہ کر کام اپنا کرتے ہیں۔

القصہ مروجہ جلوس ۱۹۳۲ ہندوستان سے نکالا گیا۔

(ملخص سیرت انوار مظہریہ ص ۳۷۵)

اور اس کو نکالنے کی غرض عقیدت ومحبت ہی ہوگی لیکن اعلی حضرت فاضل بریلوی کا کسی مسئلے پر ناراضگی ظاہر کرتے ہوئے لکھتے ہیں

''اب تیرہ سو برس کے بعد یہ مصلحت بعض ہندی بے علموں کو سوجھی اس قدر کا ملاحظہ اتنے سمجھنے کو کافی ہے کہ یہ الہام رحمان نہیں بلکہ وسوسہ شیطان ہے۔''

(فتاوی رضویہ ج اص ۱۱۹)

قارئین کرام! ہمارے نزدیک آپ ﷺ کے ساتھ عشق ومحبت عین ایمان ہے آپ کی ولادت سے لے کر وفات تک زندگی کے ہر شعبے کے صحیح حالات واقعات کو سننا سنانا باعث نزول رحمت ہے اور ہر مسلمان کے لیے فرض ہے کے وہ آپ کی زندگی کے حالات معلوم کر کے اپنے لیے مشعل راہ بنائے سال کے ہر ہر مہینے میں بلکہ ہر ہر دن ہر ہر گھنٹے اور منٹ میں آپ کے کمالات وحالات سننا وسنانا ممنوع نہیں نہ ہی اہل اسلام میں اس کا کوئی منکر ہے۔

اختلاف تو اس میں ہے ربیع الاول کی بارھویں تاریخ یا کسی تاریخ کو مقرر کر کے اس میں جلوس وجھنڈیاں آتش بازی یا فقراء کو کھانا کھلانا خیر القرون اور حضرت صحابہ کرام سے ثابت بھی ہے،ی یا نہیں اگر نہیں تو پھر صرف اسی کو دین سمجھا اور اسلاف کی اتباع چھوڑنا کیسے جائز ہوگا۔

گھر کی گواھی

بریلویوں کے مفتی مظہر اللہ دہلوی کا علماء اہلسنت (دیوبند) کے بارے میں نظریہ:

ایک بار حضرت، مفتی کفایت اللہ مرحوم کے گھر تشریف لے گئے مفتی صاحب موصوف چارپائی بن رہے تھے جلدی سے چارپائی پر چادو غیرہ ڈال دی اور حضرت کو اندر بلا لیا تھوڑی ہی دیر میں حضرت نے اندازہ لگایا اور مفتی صاحب سے فرمایا آیئے جو کام باقی رہ گیا ہے وہ بھی پورا کرلیں اور باتیں بھی کرتے جائیں مفتی صاحب مرحوم نے کچھ تکلف کیا بھر تعجب سے پوچھا کیا چارپائی بننا آپ کو بھی آتا ہے ؟ پھر دونوں حضرات مل کر بننے لگے

(سیرت انوار مظہریہ صفحہ نمبر ۱۸۴)

قسط4

عبارات اکابر پر تنقید کا جائزہ

مناظر اہلسنت مولانا محمد حماد نقشبندی

حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمت اللہ علیہ کی کتاب عبارات اکابر کا جواب بزعم خویش بریلوی مولوی اشرف سیالوی اور اس کے بیٹے نے مل کر لکھا اس کا جواب الجواب مناظر اہل السنّت مولانا حماد مدظلہ نے لکھا اس مسودہ کو رسالہ ہذا میں قسط وار شائع کیا جا رہا ہے قولہ کے تحت اشرف سیالوی کی عبارت ہے اور اقول کے تحت اس کا جواب۔

(ادارہ)

قولہ:

ان محبوبان کرام کی سواریوں کے سموں سے لگنے والی خاک پتھروں ان کے پاؤں پڑنے سے اڑنے والی چنگاریاں اور ان کے پیٹوں سے تیز رفتاری کی وجہ سے ہانپنے کے دوران نکلنے والی آواز بھی شعائر باری تعالی سے ہے۔

اقول:

محترم قارئین کرام اس عبارت میں علامہ صاحب کی غلطی کی وضاحت سے پہلے بندہ یہ بات واضح کر دے کہ ہم اہلسنت کے نزدیک انبیاء علیہ السلام کے استعمال میں رہنے

والی اشیاء کا احترام باعثِ اجر ہے بشرطیکہ شرعی حدود اور طریقے کے مطابق ہو۔ اسی طرح سے حضرات صحابہ کرامؓ کے نفوس مبارکہ کے زیر استعمال اور ان سے تعلق رکھنے والی اشیاء یقیناً قابل احترام ہیں مگر شرعی طریقے پر اور شرعی حدود کے دائرہ میں۔

دوسری بات یہ ہے کہ کسی چیز کا قابل احترام ہونا اور بات ہے اور شعائر اللہ ہونا اور بات۔ یہ بندہ اس امر کی وضاحت اس لئے کر رہا ہے کہ علامہ صاحب اور ان کے دیگر ہم مسلک بریلوی علماء بدقسمتی سے ان دونوں چیزوں میں عموماً فرق نہیں کر پاتے چنانچہ اپنی نا سمجھی کے باعث اپنے خود ساختہ عقائد کے تحت کوشش کرتے ہیں کہ اولیاء اللہ کے مزارات کو شعائر اللہ ثابت کیا جائے اور دلیل عام طور پر ان کے پاس وہی ہوتی ہے جسے علامہ اشرف سیالوی نے لکھا یعنی اولیا اللہ کے قدم لگنا یا ان کا کسی جگہ قیام کرنا یا کوئی چیز استعمال کرنا چنانچہ بریلوی مذہب کے حکیم مفتی احمد یار نعیمی لکھتے ہیں:

''اولیاء اللہ اور ان کے مزارات شعائر اللہ ہیں اور شعائر اللہ یعنی اللہ کے دین کی نشانیوں کی تعظیم کرنے کا قرآنی حکم ہے۔ ومن یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب۔

(جاء الحق ص 304)

مقابر اولیا اللہ شعائر اللہ ہیں:

(جاء الحق ص 294)

یعنی بریلوی حضرات کے نزدیک اولیاء بھی شعائر اللہ۔

ان کی قبریں بھی شعائر اللہ۔

ان کے مزار بھی شعائر اللہ۔

ان کے قدم جہاں لگیں وہ بھی شعائر اللہ۔

حالانکہ مفسرین کرام کے نزدیک شعائر اللہ سے مراد اللہ کے دین کی وہ بڑی بڑی علامات ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے خود اس لئے مقرر فرمایا کہ لوگ ان کے ذریعے اللہ کی عبادت کریں اور بعض کے نزدیک تو اللہ کا پورا دین بعض کے نزدیک اوامر ونواہی اور بعض کے نزدیک مخصوص اشیاء شعائر اللہ ہیں جن کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

ہماری سمجھ سے بالاتر ہے کہ بریلوی مسلک کے علامہ اشرف سیالوی اور مفتی احمد یار نعیمی کے پاس قرآن وسنت کی کون سی دلیل ہے کہ جن کی بناء پر یہ جاہلانہ عقیدہ بنالیا گیا۔ بلکہ عوام کو من یعظم شعائر اللہ کی آیت سنا کر دن رات بہکایا جارہا ہے۔ آج مزارات پہ جو کچھ ہورہا ہے اس کے پس پردہ یہی بے بنیاد عقیدہ ہے اب قارئین کرام دلائل ملاحظہ فرمائیں کہ اہل سنت کے نامور مفسرین کیا لکھ رہے ہیں اور اس کے برعکس بریلوی علماء کیا لکھ رہے ہیں۔

یہ بندہ عاجز قارئین سے سوال کرتا ہے کہ ان دلائل کی روشنی میں آپ خود بتائیں کہ ان مفسرین کرام سے عقیدہ کس کا ملتا ہے؟ ہم اہل سنت کا یا بریلوی علماء کا۔ اور فیصلہ کیجئے کہ اصل سنی کون ہیں؟

امام رازی اپنی مایہ ناز تفسیر ”تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں کہ مفسرین نے شعائر اللہ کی مراد میں اختلاف کیا ہے۔ اور اس میں دو قول ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ کے فرمان لاتحلو اشعائر اللہ کا مطلب ہے کہ تم کسی چیز کے ذریعے اللہ کے شعائر میں خلل مت ڈالو۔ جن کو اس نے اپنی عبادت کے لئے مقرر و لازم کیا ہے

اس قول پر شعائر اللہ کا مطلب عام ہے اور کسی شے کے ساتھ مخصوص نہیں اور اسی کے قریب حسنؒ کا قول ہے کہ شعائر اللہ سے مراد اللہ کا دین ہے۔

اور دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے خاص چیزیں مراد ہیں جن کے مکلّف ہیں۔

ملخصاً (تفسیر کبیر جلد نمبر 4 ص 106۔)

یعنی شعائر اللہ سے مراد یعنی وہ تمام فرائض ہیں جو اللہ تعالی نے مقرر کئے ہیں یا چند خاص اشیاء، وہ اشیاء کون سی ہیں ان کے بارے میں تفسیر کبیر میں ہی دوسری جگہ امام رازیؒ لکھتے ہیں۔

''بعض نے کہا کہ اس میں عبادت داخل ہے، بعض نے کہا کہ حج کے مناسک اور بعض نے کہا کہ ھدی کا جانور۔''

تفسیر کبیر سورہ حج۔

امام قرطبیؒ اپنی تفسیر میں نقل کرتے ہیں عطاؒ سے مروی ہے کہ تمام ہی ماموراتِ اور منہیات شعائر سے ہیں۔

(الجامع لاحکام القرآن ج 6 ص 37)

امام بغویؒ فرماتے ہیں شعائر اللہ اللہ کے دین کی بڑی بڑی علامتیں ہیں اور ہر وہ چیز جو علامت ہے اللہ کے قرب کی کہ اس کے ذریعے اللہ تعالی کا قرب حاصل کیا جائے وہ شعائر اللہ سے ہے جیسے نماز، دعا پس مطاف (طواف کرنے کی جگہ) اور تمام میدان عرفات شعائر اللہ ہیں۔

(تفسیر بغوی جلد 1 ص 132۔)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں شعائر اللہ سے مراد ھدی کا جانور اور بدنہ ہے۔

(تفسیر بغوی جلد 1 ص 132۔)

یہی تفسیر مجاہدؒ اور ایک جماعت مفسرین سے منقول ہے۔

(روح المعانی ج9 ص169)

ملا جیونؒ جو اورنگزیب عالمگیرؒ کے استاذ تھے وہ اپنی تفسیر ''تفسیرات احمدیہ'' میں لکھتے ہیں المراد بشعائر اللہ دین اللہ و فرائض الحج و مواضع نسکہ۔

(ص535 تفسیراتِ احمدی)

شعائر اللہ سے مراد اللہ کا دین حج کے فرائض اور حج کی جگہیں ہیں۔
تقریباً اسی طرح کی تفسیر علامہ بیضاویؒ نے اپنی تفسیر میں کی ہے۔

(بیضاوی ص71 جلد 4)

علامہ آلوسیؒ لکھتے ہیں:

"قال زید بن اسلم الشعائر ست الصفا والمروة والبدن والجمار والمسجد الحرام وعرفة والركن و تعظيمها اتمام ما يفعل بها وقال ابن عمر والحسن ومالک و ابن زید الشعائر مواضع الحج کلها من منی وعرفة والمزدلفة والصفا والمروة والبیت وغیر ذلک وهو نحو قول زید وقیل هی شرائع دینه تعالی و تعظیمها التزامها والجمهور علی الاول"

(روح المعانی ج9 ص179۔)

''زید بن اسلمؒ نے کہا شعائر چھ چیزیں ہیں صفا، مروہ، بدنہ، جمار، مسجد حرام، عرفات، رکن یمانی اور ان کی تعظیم کرنا ان میں ان کو افعال کو پورا کرنا ہے جو یہاں کیے جاتے ہیں اور ابن عمر حسن، مالک اور ابن زید نے کہا کہ شعائر سے مراد حج کی جگہیں ہیں تمام منی عرفات، مزدلفہ، صفا، مروہ، بیت اللہ اور اس کے علاوہ حج کی دیگر جگہیں اور یہ زید کے قول جیسا ہی ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد اللہ کے دین کی شریعتیں ہیں اور

تعظیم سے مراد ان پر عمل کرنا اور جمہور کے نزدیک اول قول راجح ہے۔"

پس یہ بات ثابت ہوگئی کہ راجح قول کے مطابق شعائر اللہ سے مراد حج کی جگہیں ہیں اور یقیناً اس تفسیر سے یہ بات واضح ہوگئی کہ بریلوی حضرات کا وہ اصول جو انہوں نے بنایا کہ جہاں ولی کے قدم لگیں وہ شعائر اللہ ہے، باطل ہے۔

مزید دیکھئے امام الہند شاہ ولی اللہؒ لکھتے ہیں:

"شعائر الدین امر ظاهر یختص به یمتاز صاحبه به من سائر الادیان کالختان و تعظیم المساجد و الاذان و الجمعة"

(ص 272 حجۃ اللہ البالغہ)

شعائر دین وہ امر ظاہر ہے جو دین کے ساتھ خاص ہو جس کے ذریعے دین باقی ادیان سے ممتاز ہو جیسے ختنہ، مساجد، اذان، جمعہ۔

ایک دوسری جگہ وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں شعائر اللہ سے میرے نزدیک مراد وہ امور ظاہری اور حسی ہیں جو اس لئے بنائے گئے کہ اللہ کی عبادت کی جائے ان کے ذریعے اور وہ اللہ کے ساتھ خاص ہوں۔

حجۃ اللہ البالغہ۔

اس لئے شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ بڑے شعائر اللہ چار ہیں قرآن، کعبہ، نبی اور نماز۔

"حجة الله البالغه باب تعظيم شعائر الله"

شاہ عبدالعزیزؒ اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے اپنی مشہور تفسیر "تفسیر عزیزی" میں لکھتے ہیں۔

"شعائر الله در عرف دین مکانات و ازمنه و علامات و اوقات

عبادت را گویند اما مکانات عبادت پس مثل کعبه و عرفه و مزدلفه و جمار ثلاثه و صفاو مروه و منی و جمیع مساجد اند واما از منه پس مثل رمضان واشهر حرم و عید الفطر و عید النحر و جمعه و ایام التشریق اند اما علامات پس مثل اذان و اقامت و ختنه و نماز باجماعت و نماز جمعه و نماز عیدین اند"

(تفسیر سورہ بقرہ آیت نمبر 158)

شعائر اللہ دین کے عرف میں عبادت کی جگہوں زمانوں اور علامات کو کہتے ہیں عبادت کی جگہیں جیسے مساجد، کعبہ، عرفہ، مزدلفہ تینوں جمار، صفا، مروہ ہیں اور عبادت کے زمانے جیسے رمضان، حرمت والے مہینے، عید الفطر، قربانی والی عید، جمعہ اور ایام تشریق ہیں اور علامات جیسے ختنہ، اذان، اقامت، نماز باجماعت، نماز جمعہ، نماز عیدین ہے۔

ایک اہم فائدہ:

شاہ عبدالعزیزؒ کی اس عبارت سے پتہ چل گیا کہ بارہ ربیع الاول کو جو عید میلاد منائی جاتی ہے اس کی کوئی حیثیت نہیں ورنہ جہاں دونوں عیدوں کا ذکر کیا ہے وہاں اس عید کو بھی ذکر کرتے جو بقول مفتی محمد خان قادری بریلوی کے الفاظ میں دونوں عیدوں سے بڑھ کر ہے۔

محفلِ میلاد (ابتدائیہ):

نیز یہ بھی پتہ چلا کہ مزارات قطعاً شعائر اللہ نہیں اور نہ ہی نماز غوثیہ کوئی درست چیز ہے بلکہ خالصتاً بدعت سیئہ ہے۔

آمدم برسر مطلب:

اسی طرح شاہ ولی اللہؒ تفہیمات میں لکھتے ہیں:

"معنی شعائر اشیاء کو نیه محسوسه که خدا تعالی رابان عبادت توان کرد"

(تفہیمات ج1 ص164)

شعائر اللہ وہ حسی اشیاء ہیں جن کو خدا تعالی نے اپنی عبادت کے لئے مقرر کیا۔

لیجیے قارئین فیصلہ ہوگیا شعائر اللہ اللہ تعالی کی طرف سے مقرر ہوتے ہیں بندوں کو اس میں کوئی دخل نہیں پس ثابت ہوگیا کہ مزارات قطعاً شعائر اللہ نہیں۔

خلاصہ کلام:

درج بالا حوالوں سے چند باتیں ثابت ہوئیں۔

1- شعائر اللہ اولیاء کے قدموں کے لگنے کی وجہ سے نہیں بنتے۔ اور نہ اولیاء کرام خود شعائر اللہ ہوتے ہیں بلکہ کہ محض اللہ تعالی کے مقرر کرنے سے بنتے ہیں جنہیں اللہ تعالی اپنی عبادت کے لئے مقرر کرتا ہے۔

2- جمہور کے نزدیک شعائر اللہ سے مراد حج کی عبادات اور جگہیں ہیں۔ مزارات اولیاء اور اولیاء اس میں یقیناً داخل نہیں۔ جیسا کہ حوالوں سے واضح ہو چکا۔

3- شعائر اللہ کی علت قطعاً اولیاء کرام نہیں یہ علامہ اشرف سیالوی کی فحش غلطی ہے جو انہوں نے اپنے پیش رو مفتی احمد یار نعیمی کے "نقش قدم" پر چلتے ہوئے کی۔ اور جب مزارات اولیاء اس میں داخل نہیں تو من یعظم شعائر الله کی معزز اور مکرم آیت عوام کو سنا کر مزارات کی تعظیم پر ابھارنا معنوی تحریف ہے۔ ان مزارات کی کیا حیثیت ہے اور کیا حکم ہے اس کی تفصیل کے لئے الگ مقام چاہئے۔ (جاری ہے)

تاریخ وفات پر خوشیاں کیوں؟

مولانا نجیب اللہ عمر

حضرت محمد ﷺ کے ساتھ عشق ومحبت عقیدت والفت عین ایمان بلکہ جان ایمان ہے اور آپ ﷺ کی زندگی کے ہر لمحہ ولادت سے وفات تک اور زندگی کے ہر شعبہ کا تذکرہ اقوال وافعال نشست وبرخاست گفتار ورفتار سیرت وصورت غرض ہر عمل کا ذکر باعث نزول رحمت اور سبب عفو مغفرت اور وجہ بلندئی درجات ہے کوئی وقت اور دقیقہ ایسا نہیں کہ اس میں آپ ﷺ کا ذکر کرنا یا سننا ممنوع و ناجائز ہو۔

یاد رہے اہل السنّت والجماعت کو اس مسئلہ سے کوئی اختلاف نہیں کہ میلاد ہوئی ہے یا نہیں؟

میلاد کا کون منکر ہوسکتا ہے:

اور اس جزئیہ سے بھی اختلاف نہیں کہ نفس ذکر ولادت جائز بلکہ مستحب اور مستحسن ہے مولانا رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں:

''نفس ذکر ولادت مندوب ہے اور اس میں کراھت قیود کے سبب آئی ہے''

(فتاوی رشیدیہ ص ۱۰۲)

اور مولانا خلیل احمد سہارنپوری فرماتے ہیں:

''معاذ اللہ فخر عالم کے ذکر ولادت کو کوئی برا نہیں جانتا مناکیر کو برا جانتے ہیں''

(براھین قاطعہ ص ۱۷۶)

بلکہ اختلاف ذکر ولادت کے مروجہ طریقے پر ہے اور اظہار محبت کے اس غیر شرعی طریقے جیسے رضا خانی حضرات جزو ایمان اور اصل ایمان سمجھتے ہوئے اس طریقہ کار سے اختلاف کرنے والوں کو گستاخ ابلیس اور بہت کچھ کہتے ہیں۔

آیئے سب سے پہلے یہ دیکھتے چلیں اس عمل کا اصل موجد کون ہے اہل بدعت کو مولوی عبدالسمیع رامپوری لکھتے ہیں۔

یہ سامان فرحت وسرود کرنا اور اسکو مخصوص شہر ربیع الاول کے ساتھ اور اس میں خاص وہی بارھواں دن میلاد شریف معین کرنا بعد میں ہوا یعنی چھٹی صدی کے آخر میں اور اول یہ عمل ربیع الاول میں کرنا تخصیص اور تعین کے ساتھ شہر موصل ہوا کہ ایک شہر ہے ملک عراق وہاں ایک متقی دیندار شیخ عمر جو صلحاء روزگار سے تھے انہوں نے یہ عمل ایجاد کیا۔

(انوار ساطعہ ص ۲۶۷)

اس عمل کا موجد عمر بن دحیہ تھا جس نے اس کا ایجاد عراق میں کیا لہذا اسے سنت کہنا سراسر دین میں زیادتی ہے۔

رامپوری صاحب نے عید میلاد کو ثابت کرنے لے لیے اس موجد اول کو تاریخ مسخ کرتے ہوئے اور اپنے لیے سند اور ثبوت بناتے ہوئے جس طرح دیندار متقی صالح اور قابل صد افسوس ہے۔

علامہ ابن احجر عسقلانی اس کے متعلق لکھتے ہیں:

یہ شخص ظاہری مذہب کا اور ائمہ سلف کی برائی کرنے والا اخبیث اللسان بیوقوف (احمق) متکبر اور دینی کاموں میں سست تھا۔

لسان المیزان ص۲۹۶ ف اجلد۴)

مولوی عبدالسمیع اپنے اس پیشوا کو دیندار متقی وغیرھا کہ کر حقائق سے کس طرح

انکھیں چرائیں ہیں؟

فرض کیجئے اگر یہ شخص دیندار ہی تھا تو اھل بدعت سے سوال یہ ہے کہ دین کسی احمق شاہ اور پاگل خان کی میراث تو نہیں ہے کہ وہ جو چاہے اس کے ساتھ کرتا پھرے

قول حق فعل احمد را بگیر نیست حجت قول وفعل ہیچ پیر

اس عمل کو عراق میں عمر بن دحیہ نے ایجاد کیا لیکن اس کو ہندوستان تک پہنچانے اور مسلمانوں کو اس دن چھٹی دے کر اس عمل کا مرتکب کرنے کی حرکت کن مقدس نفوس نے کی ذرا ان کے چہرے بھی پڑھ لیجئے مولوی عبدالسمیع رامپوری لکھتے ہیں:۔

انتہا یہ کہ اس وقت میں جو حکام فرمائروا انگریزی ہیں کہ ان کو کچھ علاقہ تعظیم آداب حضرت ﷺ سے نہیں بایں ہمہ انہوں نے بھی اپنی کچہری اور محکمہ میں جابجا اھل اسلام کے لیے مثل عید اور بقرہ عید اور شب برائت کی ایک دن چھٹی اور تعطیل کا واسطے خوشی میلاد حضرت خیر العباد ﷺ کے بارھویں تاریخ ربیع الاول کو مقرر کر رکھا ہے۔

(انوار ساطعہ ص ۲۷۱)

اس تحریر سے معلوم ہوا کہ ایک طرف جہاں ہندوستان میں اس عمل پر مسلمانوں کو تیار کرنے کے لیے انگریزی حکومت نے کام کیا۔ دوسری طرف اس عمل کے لیے جو تاریخ مقرر کی وہ بھی تاریخ وفات اور نجات مسلمانوں کو ولادت کی آڑ میں سرکار مدینہ ﷺ کی وفات کی خوشی پر لگا دیا۔

ولادت کی تاریخ میں اہل سنت کے درمیاں ضرور اختلاف ہے لیکن احمد رضا خان جو کہ اھل بدعت کے سرگردہ راہنما اور خطاؤں سے محفوظ رہبر ہیں انہوں نے نطق الہلال میں نبی ﷺ کی تاریخ پیدائش کے آٹھ ربیع الاول ہونے پر اجماع نقل کیا ہے اور تاریخ وفات ۱۲ ربیع الاول نقل کی ہے

لہذا نہ ہی احمد رضا خان کے حامیوں کو یہ مناسب ہے کہ وہ اس دن خوشی منائیں اور نہ ہی حضور اکرم ﷺ کے عاشقوں کے لیے جائز ہے کہ وہ وفات پر خوش ہوں۔

بریلوی مسلک کے عبدالحکیم شرف قادری نور بخش توکلی کے تذکرہ میں لکھتے ہیں:۔

آپ کی ہی مساعی جمیلہ سے متحدہ ہندو پاک میں بارہ وفات کے بجائے عید میلاد النبی ﷺ کے نام سے تعطیل ہونا قرار پائی۔

(تذکرہ اکابر اھلسنت ص ۵۵۹)

جناب من اس تحریر کو پڑھیئے اور دیکھئے کہ:

میلاد کی اصل تاریخ کے بجائے بارہ وفات کو عید میلاد النبی ﷺ کا نام دیکر قوم کو وفات نبی ﷺ پر خوشیاں کرواتا اور اہل سنت کو گستاخ ابلیس دغیرہ کہنا کونسا اسلام ہے؟

جشن کے لیے اصل تاریخ ولادت کے بجائے وفات النبی ﷺ کے جشن کو برقرار رکھ کر اور چھٹی کروا کر بریلوی پھر بھی عشق ومحبت کے بلاشرکت ٹھیکدار ہیں۔

فرض کیجئے اگر یہی تاریخ ولادت ہوتی تو کیا اس موقع پر شریعت کے دائرے سے نکل کر اور اپنی طرف سے قیودات گھڑ کر خود کو عاشق کہلایا جا سکتا ہے؟ بریلوی مسلک کے احمد رضا خان لکھتے ہیں:۔

قلبی محبت وہی ہے کہ شریعت کے دائرے میں ہو اس میں اپنی اصلاح کی مداخلت نہ کرے

(ملفوظات احمد رضا)

محبت جب شریعت کے دائرہ کار سے خارج ہوگی وہ محبت اور تعظیم نہیں ہوگی اور سنت کی مخالفت اور بدعت کی پیروی سراسر نقصان اور ذلت کا سبب ہے

خلاف پیغمبر ﷺ قدم جو اٹھائے گا
کوئی منزل نہ ملے گی کوئی رستہ نہ پائے گا

رسالہ ملنے کے پتے

مولانا ذوالفقار احمد کیفی 0334-5460928
المنہل اسلامک انسٹیٹیوٹ بھدر تحصیل کھاریاں ضلع گجرات

جناب شعیب صاحب 0332-7478025
مکتبہ فریدیہ ولائبریری ریلوے روڈ نزد مکی مسجد پاکپتن شریف

حضرت مولانا رب نواز حنفی 0323-2873352
جامع مسجد الحبیب محمدی کالونی سی۔ون۔ ایریا لیاقت آباد نمبر ۳ کراچی

مولانا محمد عاصم شہزاد 0331-6621720
مدرسہ فاروقیہ چوک امام صاحب سیالکوٹ

مولانا فیاض الاسلام 0301-7709284 الکہ ڈیزل لیبارٹری
[illegible] تحصیل یزمان بہاولپور

محمد حمزہ فاروقی 0308-6395354
انور ڈھورا ہاؤس کشمیر چوک نور پور تھل

مولانا ایوب قادری 0306-8098788
[illegible]

مسعود اشرف عثمانی
ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور

[illegible] 0303-944009 [illegible]
[illegible]

مولانا محمد علی [illegible]
مرکز اہل السنۃ والجماعت ۸۷ جنوبی سرگودھا

حافظ نعیم
مکتبہ قاسمیہ اردو بازار لاہور

مولانا نجیب اللہ کراچی 0333-4725175

مولانا امین، کمالیہ
صفدریہ لائبریری نزد جامعہ حقانیہ قینچی امرسدھو لاہور

مولانا شفیق الرحمن راولپنڈی 0322-5279592

مولانا صدیق معاویہ 0321-4940159 ایجنسی ہولڈر ضرب مومن لاہور

رسالہ مستقل لگوانے کے لیے اور منگوانے کے لیے رابطے کیجئے
مولانا فیاض طارق لاہور 0321-4184848, 0301-3908336